بسم اللہ الرحمٰن الرحیم..

توسل بالنبی(ص)...قرآن و حدیث و آثار و اقوال کی روشنی میں..

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے.تفسیرِ قرآن ہو یا شروحاتِ حدیث ہوں کتبِ کلامیہ ہوں یا کتبِ عقائد. موضوع توحید ہو دعا ہو یا شانِ محمدِ مصطفی(ص) اس پر طویل مباحثات ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں..اس کے باوجود یہ تحریر منتشر مضامین کو سمیٹنے اور اختصار و عام فہم کے ساتھ گفتگو اور اپنی آخرت کی کنجی کو پیشِ نظر رکھ کر لکھی جا رہی ہے...مقصدِ تحریر اتحاد و اخوت و تدبر و تفکر ہے.اور اندازِ تحریر مختصر بصورتِ سوال و فہرست ہے. .اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی اخوت کو قائم رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے....

تعینِ موضوع....سب سے اہم بات تعین ہے.کیونکہ اسکے بغیر گفتگو منتشر و لایعنی رہتی ہے.نہ اثبات والا وضاحت کر سکتا ہے اور نہ نکیر والا مدعیٰ سمجھ سکتا ہے...لہٰذا تین موضوعات ایسے ہیں جو ایکدوسرے سے بالکل قریب ہیں.اسی لیئے یہ بحث اتنی الجھ کر رہ گئی ہے..ان میں تمیز کرنا نہایت ضروری ہے...1..استغاثہ...یعنی کسی کو مدد کیلیئے پکارنا.اگر کسی فوت شدہ انسان کو پکارا جائے.اسے مخاطب کیا جائے.کہ وہ ہمیں سن رہا ہے. وہ حاضر و ناظرہے..وہ ہماری مشکلات دور کرنے پر قادر ہے...تو یہ عقیدہ رکھنا جائز نہیں. یہ ایک اختلافی بین المذاہب موضوع ہے..یہاں اس موضوع پر گفتگو نہیں ہے...........2.....تفویض... یعنی اللہ نے نظامِ تکوین بزرگ ہستیوں کے حوالہ کر دیا.اب یہی مالک و مختار ہیں. یہ نظریہ رکھنا جائزنہیں ہے.شرک ہے........3....وسیلہ....دعا میں مخاطب اللہ کی ذات ہوتی ہے.اور مقدس ہستیوں کا زکر اپنے ایمان و عمل کا وسیلہ سمجھا جاتا ہے..دعاؤں میں ان مقدس ہستیوں کا زکر ان کے فضائل کا اقرار.ان سے متمسک ہونے کا اظہار.اور ان کی شفاعت کا اقرار سمجھ کر کیا جاتا ہے. مسبب الاسباب و حاجت روا و قادرِ مطلق و معبود اللہ کو ہی مانا جاتا ہے. یہاں ہمارا موضوع یہی وسیلہ ہے..اور اس وسیلہ میں بھی موضوع صرف حضور(ص) کی ہستی کے متعلق ہے..دیگر پیر بزرگوں کے بارے میں یہاں کوئی بحث نہیں...اور بحث کا ماغذ قرآن و حدیث ہے..کسی انسان کا زاتی عقیدہ یا غلو کا نظریہ یا عوام کے منتشر اقوال و افعال و بدعات و قیاسات یہاں زیرِ بحث نہیں ہیں..لہٰذا جو انسان بھی اس موضوع میں اختلاف کرنے کے حق کو استعمال کرے.وہ

ان تمام باتوں کو ضرور مدِ نظر رکھے..کہ صرف موضوع اور اصول و کلیات پر بحث کرے..........اب اختصار کیساتھ دو حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں.........1..دروسِ بخاری شرح صحیح بخاری علامہ مفتی تقی عثمانی جلد4 .کتاب الاستسقاء صفحہ214..باب .توسل کے مختلف معنی...A..کسی کو پکارنا کہ اللہ نے ان کو نفع و نقصان کی طاقت عطا کر دی ہے.اور اب اللہ بالکل فارغ ہے.یہ بالاجماع حرام بلکہ شرک ہے.....B...اللہ نے ان بزرگ ہستیوں کو طاقت دی اور اپنے پاس بھی طاقت رکھی.یہ بھی شرک کا ایک شعبہ و حرام ہے.....C...ان دونوں معنیٰ کے علاوہ حضور(ص) کو اللہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے.............صحیفہ سجادیہ شارح مفتی جعفر حسین. مقدمہ صفحہ51. باب. ذریعہ و توسل....تمام امیدوں کا مرکز اور تمام آرزؤں کا منتھی اللہ کی ذات ہے.اور اسی سے تمام حاجتیں و ضرورتیں وابستہ ہیں.اس کے علاوہ کسی کو حاجت جانکر پکارنا صحیح نہیں.نہ آئین میں اسکی گنجائش ہے.کہ دعا میں کسی دوسری ہستی کو پکار کر اسے اللہ کی صفات میں شریک ٹھہرایا جائے. تو جو شخص عمل و اعتقاد کے ذریعہ بزرگ ہستیوں سے روحانی تعلق قائم کر لے.تو وہ اس کیلیئے استجابتِ دعا کا ذریعہ ہو سکتے ہیں..((اس موضوع کی مکمل تفصیل کتاب اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ..مصنف آیت اللہ شیخ محمد حسین نجفی کے باب تفویض اور باب وسیلہ و استمداد میں پڑھی جا سکتی ہے))

مذاهب فی الاسلام...پاکستان میں مشہور و معروف دو مکاتب پائے جاتے ہیں. ایک تشیع اور ایک اهلسنت والجماعت...اور پھر اهلسنت میں مشہور و معروف مسالک پائے جاتے ہیں...دیوبند..بریلوی اور اهل الحدیث...دینِ اسلام میں ہر حکم کا پہلا ماخذ قرآن ہے..اور کم و بیش چودہ سو سال سے اس کی تفاسیر پر کام ہو رہا. لہذا ان مکاتبِ فکر کی جدید ایک ایک کتابِ تفسیر کا حوالہ یہاں پیشِ خدمت ہے.کیونکہ ان جدید مفسرین نے اپنے اسلاف کی تمام کتبِ تفاسیر و احادیث و عقائدیہ کو سامنے رکھکر ہی اپنی تفسیر کو مرتب کیا ہے..لہذا انشاءاللہ ایسی تفاسیر کا حوالہ ہی مذکور ہو گا جو اس مکتب میں معتمد ہو.اور اس مکتب کے افراد اس مفہوم کو اپنے لیئے حجت سمجھتے ہوں....اس سے یہ اندازہ ہو جائیگا کہ ہر مکتب نے اس موضوع کو قرآن سے ہی استنباط کیا ہے. قرآن اور توسل بالنبی(ص).....آیاتِ مجیدہ..پہلی آیت... اے ایمان والو اللہ

سے ڈرو اور اسکیطرف وسیلہ ڈھونڈو.((سورہ مائدہ آیت 35 ترجمہ امام احمد رضا خانصاحب))

جنھیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب تک پہنچنے کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ انمیں سے کون قریب تر ہے.((سورہ بنی اسرائیل. آیت 57.ترجمہ علامہ صلاح الدین یوسف صاحب))..

یہ دو آیات وسیلہ کے معنیٰ و مفہوم کو آشکار کرتی ہیں..

تفسیر آیت سورہ مائدہ نمبر 35...

معارف القرآن علامہ شفیع عثمانی صاحب جلد 3 صفحہ 126 سے 128. صحاح جوہری اور مفرداتِ راغب اصفہانی میں تصریح ہے.کہ وسیلہ "ص" کیساتھ اس چیز کو کہا جاتا ہے.جو دو چیزوں کے درمیان میل اور جوڑ پیدا کرے. اور "س" کیساتھ معنیٰ اس چیز کے ہیں.جو کسی دوسرے کے ساتھ محبت و رغبت کیساتھ ملا دے.((لسان العرب. مفرداتِ راغب))..لفظِ وسیلہ کی لغوی تشریح اور صحابہ و تابعین کی تفسیر سے جب یہ معلوم ہو گیا.کہ ہر چیز جو اللہ کی رضا و قرب کا ذریعہ ہے وہ انسان کیلیئے اللہ کے قریب ہونے کا وسیلہ ہے.اسمیں جیسے ایمان و عملِ صالح داخل ہے.اسی طرح انبیاء و صالحین کی صحبت و محبت بھی داخل ہے.کہ وہ بھی رضائے الہیٰ کے اسباب میں سے ہے.اور اسی لیئے ان کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا کرنا درست ہوا..

کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی((حاشیہ 96)).. جسکی بدولت تمھیں اسکا قرب حاصل ہو..............اور تفسیر آیت سورہ بنی اسرائیل((حاشیہ 119))..تا کہ جو سب سے زیادہ اس سے قریب ہو اسے وسیلہ بنائیں. مسئلہ....اس سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہِ الہیٰ میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے.....

تفسیر فصل الخطاب آیت اللہ علی نقی نقن جلد 1 صفحہ738..خالق تک پہنچنے کا ذریعہ زینت و کردار جو اس کی رضا کا باعث ہو اس کیساتھ قائم رہنا ہے.لیکن خارجی طور پر وہ ذوات ہو سکتی ہیں.جو اس معیار سے پورے طور پر واقف ہوں.

تفسیر القرآن علامہ حافظ عبد السلام بن محمد صفحہ 474.. الوسیلہ اس کا لفظی معنیٰ قرب ہے.مراد ہر وہ چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل ہو.معلوم

ہوا کہ اللہ کا تقویٰ اور اسکا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ اسکی راہ میں جہاد ہے.اس مقصد کیلیئے کسی زندہ شخص سے دعا کروانا بھی جائز ہے.

اتفاقی نکات..1..اس آیت میں دعا کا حکم شامل ہے..2..اس آیت میں کسی سے دعا کروانا بھی شامل ہے...اختلاف..دعا کروانے کا حکم زندگی تک محدود ہے

اشتباء...اس آیت سے متعلق بہت لوگ مغالطہ کا شکار ہو جاتے ہیں.یا دوسروں کو مغالطہ میں مبتلا کرنیکی کوشش کرتے ہیں.اور کہتے ہیں.کہ عربی زبان کا لفظ وسیلہ اور اردو کے لفظ وسیلہ میں فرق ہے.لہٰذا اس آیت میں وسیلہ کا معنیٰ تقرب ہے اور اس میں دعا اور آدابِ دعا کی کوئی گفتگو نہیں ہے..

غور طلب...خالق سے مخلوق کا تقرب جسمانی محال ہے اور روحانی و معنوی تقرب مقصدِ خلقت ہے.اب یہ روحانی تقرب جن اصولوں اور وسائل کے تحت ہو گا.وہ سب اس آیت میں شامل ہیں.اور انھی اصول و وسائل کو "وابتغوا" یعنی تلاش کرو کے تحت پیش کیا گیا ہے..المختصر کہ راہ کو منزل سے جدا نہیں کیا جا سکتا.اب وہ راستہ کونسا ہے.اسکے لیئے نہایت اختصار سے تین عرب علماء کا حوالہ پیشِ خدمت ہے.جو زبان کے لحاظ سے مغالطہ کا شکار نہیں ہو سکتے.حوالہ جات صرف تین کتابوں سے تقریبِ زہن کیلیئے ہیں.کیونکہ ان مطالب میں کسی ایک مسلم کو بھی اختلاف نہیں ہے.

توسل کی اقسام و احکام. امام محدث البانی صفحہ 2 سے 5 تک((مختصراً)).. صفحہ2..باب.توسل لغتِ عرب میں..یعنی جس کے ذریعہ کسی چیز تک پہنچا جائے اور اسکے ذریعے قرب حاصل کیا جائے..صفحہ3..باب.وسیلہ کا معنی قرآن میں.. ((سورہ مائدہ کی آیت کو درج کر کے فرماتے ہیں)) ابنِ جریر فرماتے ہیں.اللہ کیطرف عمل کے ذریعہ قربت حاصل کرو.جسکو وہ پسند کرتا ہے.قتادہ کا قول ہے.اللہ کی اطاعت اور اسکے پسندیدہ عمل کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرو.امام ابنِ کثیر فرماتے ہیں.وسیلہ وہی ہے جس کے ذریعہ حصولِ مقصود تک پہنچا جائے...صفحہ4..((سورہ بنی اسرائیل کی آیت کو درج کر کے فرماتے ہی)).وسیلہ سے مراد وہ عمل ہے.جس سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے.اللہ نے اسی لیئے فرمایا.." یبتغون" یعنی ایسے اعمالِ صالح تلاش کرتے ہیں.جن سے وہ اللہ کا تقرب حاصل کریں..سلف نے ان آیات سے

یہی سمجھا.کہ اللہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم ہر پسندیدہ عمل کے ذریعہ اور اسکی بارگاہ میں اطاعت و بندگی پیش کر کے اسکی رضا کی تمام راہوں پر چل کر اسکا وسیلہ و تقرب حاصل کریں...

کتاب الوسیلہ امام ابنِ تیمیہ باب 2.صفحہ127 سے 130تک..لفظ وسیلہ قرآن میں..((دونوں آیات کو لکھکر فرماتے ہیں)).پس وسیلہ جسکو تلاش کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے.اور جسے ملائکہ و انبیاء بھی تلاش کرتے ہیں.وہ واجب و مستحب عبادات و عمل ہے..

مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعہ. محدث عبد العزیز بن باز جلد 4 کتاب توحید اور اسکے متعلقات. صفحہ33..سورہ مائدہ آیت33..اسکا مطلب تقرب ہے اطاعت کے ذریعے اور اس پر اھلِ علم کا اتفاق ہے.جیسے نماز و روزہ.اللہ کیلیئے زبیحہ.صدقہ.اللہ کا زکر .قرآن کی تلاوت وغیرہ اللہ کی قربت کا ذریعہ ہیں. اور اس آیت کا یہی مطلب حافظ بن کثیر و جریر طبری و البغوی نے جو آئمہ تفسیر ہیں بیان فرمایا ہے. اور سورہ بنی اسرائیل کی آیت کا مطلب بھی یہی ہے. کہ انبیاء اور متبعین اللہ کا تقرب جہاد.نماز.روزہ.صدقہ.تلاوتِ قرآن اور انکے علاوہ دیگر مشروع وسائل سے چاھتے ہیں....

المختصر! اللہ کا قرب بندگی میں مخفی ہے."بندگی و قرب" جسم و روح کا تعلق رکھتے ہیں.لازم و ملزوم ہیں.جہاں قرب کا زکر ہے اسی میں بندگی کا زکر ہے

دعا اور عبادت..کیا دعا کو عبادت سے جدا کرنا ممکن ہے.صرف اشارۃ تین احادیث کا زکر.. سننِ ترمذی کتاب الدعوات باب دعا کی فضیلت.

حدیث3370.نبی(ص) نے فرمایا کوئی چیز اللہ کی درگاہ میں دعا سے زیادہ بزرگ نہیں ہے.((حکمِ حدیث..امام ترمذی .حسن.امام البانی .حسن))...

حدیث3372..نبی(ص) نے فرمایا."دعا" یہی تو عبادت ہے.پھر آیت پڑھی. تمھارے رب نے فرمایا مجھے پکارو میں تمھاری پکار قبول کرونگا.جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں.وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے.((امام ترمذی.حسن صحیح..امام البانی.صحیح))..حدیث3373..نبی(ص) نے فرمایا جس نے اللہ سے سوال نہ کیا اللہ اس پر غصہ ہو گا.((امام البانی.حسن))

گویا دعا روح عبادت ہے.جہاں قربت کا زکر ہے.وہاں بندگی کا زکر ہے.جہاں بندگی کا زکر ہے وہاں دعا کا زکر ہے.لہذا آیت میں دعا داخل ہے..

آدابِ دعا..آدابِ دعا میں وسیلہ شامل ہے..توسل کی اقسام و احکام علامہ البانی صفحہ17..باب مشروع وسیلے اور انکی اقسام..اور اللہ نے بہت سے مشروع وسیلہ مقرر فرمائے ہیں.جو مفید ہیں.اور مراد کو پوری کرنے کا ذریعہ ہیں.اور ان وسائل کے ذریعے جو شخص اللہ سے دعا کریگا.اللہ نے اسکی قبولیت کا ذمہ لیا ہے.........کتاب التوسل امام ابنِ تیمیہ. صفحہ130..باب.توسل بالنبی(ص) کا مفہوم..جہاں تک نبی(ص) کو وسیلہ ٹھہرانے اور آپ(ص) کیطرف توجہ کا تعلق ہے.صحابہ کرام کے کلام سے پتہ چلتا ہے.کہ اس سے وہ آپ(ص) کی دعا اور شفاعت مراد لیتے تھے.لفظِ توسل کے دو معانی تمام اھلِ اسلام کے نزدیک صحیح ہیں.ان میں ایک تو اصلِ ایمان و اسلام ہے.اس سے مراد نبوت پر ایمان و اطاعت ہے.دوسرا مفہوم آپ(ص) کی دعا اور شفاعت ہے.یہ دونوں طرح کے وسیلے اجماعِ امت کیمطابق درست و جائز ہیں....... ...مجموع فتاویٰ. محدث عبدالعزیز بن باز جلد 4 صفحہ 331..باب حکمِ دعا...دعا میں اللہ کے اسماء و صفات کا وسیلہ اختیار کرے.یا اعمالِ صالحہ کا وسیلہ اختیار کرے. یا کہے "اللھم انی اسئلک بمحبتی لنبیک" اے اللہ میں تجھ سے نبی(ص) کی محبت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں.یہ تمام توسل شرعی اور صحیح ہیں.....فتاویٰ اسلامیہ جلد اول کتاب العقائد. کتاب الصلاۃ..((فتاویٰ عبد العزیز بن باز.. محمد صالح العثیمین..عبد الرحمٰن الجبرین ..دارالافتاء سعودی عرب))...

صفحہ80...باب اللہ کی بارگاہ میں اولیاء و صالحین کا وسیلہ دینا.. .فتویٰ عبدالرحمٰن الجبرین.....اسکی اقسام ہیں..1..کسی زندہ ولی سے دعا کا مطالبہ کیا جائے..2..اللہ تعالیٰ سے نبی(ص) کی محبت.آپ(ص) کی اتباع اور اولیاء اللہ سے محبت کا وسیلہ دیکر دعا کیجائے...

نتیجہ...آیاتِ وسیلہ میں دعا شامل ہے.اور دعا کے آداب میں توسل شامل ہے. لہذا اس آیت میں بندگی اور بندگی میں دعا اور دعا میں توسل کا انکار کرنا جسارت ہے.تفسیر بالرائے ہے..

مطلق و مقید..سورہ مائدہ اور سورہ بنی اسرائیل کی آیات محکم ہیں...وسیلہ کی دونوں آیات میں مطلق وسیلہ کا لفظ استعمال ہوا.اور ان آیات میں تخصیص

کا کوئی قرینہ موجود نہیں..تو اب ان دونوں آیات میں جو کسی قسم کی تخصیص کریگا.اسکا فرض ہو گا.کہ وہ تخصیص کی دلیل لیکر آئے....تقریبِ ذہن کیلیئے مثال پیشِ خدمت ہے.......1......سورہ بقرہ آیت234..تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں.اور بیویاں چھوڑ جائیں.وہ عورتیں خود کو چار مہینے اور دس دن عدت میں رکھیں.پھر جب مدت ختم کر لیں.تو جو اچھائی کیساتھ وہ اپنے لیئے کریں.اسمیں تم پر کوئی گناہ نہیں.اور اللہ تعالیٰ تمھارے ہر عمل سے خبردار ہے.((ترجمہ مولانا جونا گڑھی)).یعنی ان آیات میں تمام بیوگان کیلیئے ایک عمومی حکم ہے کہ وہ عدت کے بعد اپنے لیئے کوئی ((دوسری شادی کا)) فیصلہ کر سکتی ہیں..........سورہ بقرہ آیت235.. تم پر اسمیں گناہ نہیں.کہ تم اشارتاً یا کنایتاً ان ((بیوہ)) عورتوں سے نکاح کی بابت کہو.یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو.اللہ کو علم ہے.((ترجمہ مولانا جونا گڑھی صاحب))..تو یہاں مردوں کیلیئے ایک عمومی حکم ہے کہ وہ کسی بھی بیوہ سے خواستگاری کا ارادہ کر سکتے ہیں..اب ان آیات کے حکم میں تمام مردوزن شامل ہیں..جبتک اس حکم میں تخصیص کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو. جیسے سورہ الاحزاب آیت 53.اور نہ تمھیں یہ حلال ہے.کہ آپ(ص) کے بعد کسی وقت بھی آپ(ص) کی بیویوں سے نکاح کرو.اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے..آیت54..تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا مخفی رکھو.اللہ تو ہر چیز کا بخوبی علم رکھنے والا ہے.((ترجمہ مولانا جونا گڑھی صاحب)).......تو ان آیات میں نبی(ص) کی ازواج کیلیئے دوبارہ نکاح ممنوع ہو گیا..اور کسی مرد کیلیے دل میں اس نکاح کا ارادہ بھی گناہ قرار پایا....تو گویا سورہ بقرہ کے عموی حکم سے ازواج النبی(ص) خارج قرار پائیں..کیونکہ عموم میں اس منع نے تخصیص کر دی.......2...سورہ نساء آیت 11..اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے.کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے..((ترجمہ مولانا جونا گڑھی))...تو یہ آیت ایک عمومی حکم رکھتی ہے..ہر اولاد اپنے والدین کے وارث بنتے ہیں.. اور اسی عموم کی بناء پر جنابِ سیدہ سلام اللہ علیھا حضور(ص) کی میراث طلب فرماتی تھیں.((بحوالہ مقدمہ صحیح بخاری ابوداؤدراز...تیسیر الباری شرح بخاری علامہ وحید الزمان..تاریخ بن کثیر علامہ ابن کثیر دمشقی وغیرہ)) لیکن حضرت ابو بکر(رض) نے میراثِ پیغمبر تقسیم کرنے سے انکار فرمایا اور اسکی وجہ میں ایک حدیث بیان فرمائی.."لا نورث ما ترکناہ صدقہ".((صحیح بخاری کتاب الفرائض اور صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر)).لہذا اس حدیث نے قرآن کے

عموم کی تخصیص کر دی....تو معلوم ہو گیا کہ عموم کی تخصیص کیلیئے دلیل کیضرورت ہے.اور وہ دلیل قرآن و حدیث ہے.   المختصر! سورہ مائدہ میں اللہ نے مومنین کو مطلقاً وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا اور سورہ بنی اسرائیل میں انبیاء و اولیاء و ملائکہ و جنات کے وسیلے تلاش کرنے کو مطلقاً زکر فرمایا...قرآن .حدیث اور اجماعِ امت ہے کہ اللہ کا تقرب بندگی سے حاصل ہوتا ہے..اور قرآن و حدیث اور اجماعِ امت ہے کہ دعا روحِ بندگی ہے..حتیٰ کہ ارشادِ ربانی ہے ..ان سے کہدیجیئے کہ اگر تمھاری دعا نہ ہو تو اللہ کو تمھاری کوئی پرواہ نہیں((سورہ فرقان))...اور قرآن و حدیث اور اجماعِ امت ہے کہ اللہ سے دعا طلب کرنے کے آداب میں سے ایک ادب اس کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا بھی ہے..اور قرآن و حدیث اور اجماعِ امت ہے کہ ان پیش کیئے جانے والے وسیلوں میں نبی(ص) کی محبت کا وسیلہ دینا اجابتِ دعا کا باعث ہے....لہٰذا ان آیات میں توسل کا حکم موجود ہے..اب جو شخص ان آیات سے دعا اور آدابِ دعا اور پھر آدابِ دعا میں سے توسل اور اس توسل میں سے نبی(ص) کی محبت کے توسل کو خارج کرنے کا دعویٰ کرتا ہے..تو اس پر فرض ہے کہ وہ دلیل پیش کرے....اور وہ ایسی ہی دلیل لائے جو ان اصولوں کیمطابق ہو کہ جسے تمام علماء نے متعین کیا ہے..کہ کس دلیل کی بنا پر مطلق حکم مقید ہوتا ہے یا عام حکم خاص ہوتا ہے..اگر ان اصولوں پر دلیل پیش نہ کی گئی تو پھر وہ صرف ایک شخصی رائے و قیاس ہو گا..جس کا احکامِ دین میں کوئی مقام نہیں ہے..((ان احکام کی تفصیل جاننے کیلیئے اصول الفقہ پر کتب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے..جو امام فخر الدین رازی و امام ابنِ عربی و امام بزدودی وغیرہ نے مرتب فرمائی ہیں))

آیت نمبر 2..سورہ نساء آیت 64..ہم نے ہر ہر رسول کو اس لیئے بھیجا.کہ اللہ کے حکم سے اسکی فرمانبرداری کیجائے.بیشک وہ لوگ جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا.آپ(ص) کے پاس آتے پھر وہ اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول(ص) بھی ان کیلیئے بخشش طلب فرماتے وہ یقیناً اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا اور نہایت رحم کرنیوالا پاتے.(ترجمہ.علامہ صلاح الدین یوسف))

تفسیرِ آیت...تفسیر معارف القرآن جلد2 صفحہ 459..یہ آیت اگرچہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی.لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا.کہ جو شخص حضور(ص) کی خدمت میں حاضر ہو جائے.اور

آپ(ص) اسکے لیئے دعائے مغفرت کریں.اسکی مغفرت ضرور ہو جائیگی.اور آنحضرت(ص) کی بارگاہ میں حاضری جیسے آپ(ص) کی دنیاوی زندگی میں ہو سکتی تھی.اسی طرح آج بھی روضہ اقدس میں حاضری اسی حکم میں ہے.. کنزالایمان مع تفسیر خزائن العرفان.((حاشیہ177))... اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ ایزدی میں رسول(ص) کا وسیلہ اور آپ(ص) کی شفاعت حاجت روائی کا ذریعہ ہے.سیدِ عالم(ص) کی وفات کے بعد ایک اعرابی روضہ پر آیا اور اسی آیت کو تلاوت کر کے آپ(ص) سے مخاطب ہوا ...مسئلہ...اللہ کی بارگاہ میں حاجت کیلیئے اسکے مقبولان کا وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے.. مسئلہ....آپ(ص) کی قبر پر جا نا "جاؤک" میں داخل ہے....مسئلہ.... مقبولانِ حق مدد فرماتے ہیں.اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے... تفسیر فصل الخطاب جلد 1.صفحہ 630..دعا کا قبول کرنیوالا اصل میں خدا ہی ہے.مگر اس شخص کا کہ جو کوئی دینی اہمیت رکھتا ہو.وسیلہ اختیار کرنا اس دعا کی قبولیت کی منزل سے قریب کرنے کا باعث بنتا ہے.

تفسیر القرآن عبد السلام بن محمد صفحہ 379..اپنی جان پر ظلم کرنے کے بعد رسول اللہ(ص) کے پاس آنا اور آپ(ص) سے استغفار کرانا آپ(ص) کی زندگی سے مخصوص ہے.اور حافظ بن کثیر نے تفسیر میں جو واقعہ حضور(ص) کی وفات کے بعد کا زکر کیا ہے وہ قابلِ قبول نہیں ہے...

اتفاق..اللہ سے مغفرت طلب کرنے کا ایک انداز یہ ہے کہ حضور(ص) کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان سے دعا کروائی جائے..

اختلاف..یہ حکم صرف حضور(ص) کی زندگی سے متعلق ہے..

حکمِ توسل....گناہ کو معاف کرنا اللہ کا کام ہے..اس آیت میں اللہ نے ایک انداز متعارف کرایا.گویا دعا کا ایک ادب سکھایا..اور یہ کوئی ایسا حکم نہیں تھا کہ اس آیت کے نزول سے قبل لوگوں میں متعارف نہ ہو..بلکہ ہم ایک اور واقعہ میں دیکھتے ہیں..سورہ یوسف آیت 97.98..انھوں (یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں) نے کہا.ابا جی آپ ہمارے لیئے گناھوں کی بخشش طلب کیجیئے.بیشک ہم قصوروار ہیں.کہا اچھا میں جلد ہی تمھارے لیئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگونگا.وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربانی کرنے والا ہے((ترجمہ مولانا جونا گڑھی))..اولادِ یعقوب علیہ السلام اللہ سے معافی کے طلبگار ہیں.اور یعقوب نبی اس دعا میں وسیلہ بننے سے انکار نہیں فرماتے ہیں.بلکہ اسکا وعدہ

فرماتے ہیں........یہ حکم صرف انھی سے مخصوص نہیں ہے کہ جنھوں نے نبیوں پر ظلم کیا ہو.بلکہ یہ حکم عام ہے....صحیح البخاری کتاب البیوع باب مردوں عورتوں کے پہننے کی مکروہ اشیاء کی خریداری.حدیث2105..((مختصراً))..

بی بی عائشہ رض نے ایک مورتیاں بنا ہوا تکیہ خریدا.جب حضور(ص) کی نظر پڑی تو آپ(ص) دروازے پر رک گئے. اور آپ(ص) کا چہرہ متغیر ہو گیا.تو بی بی عائشہ(رض) نے فرمایا..."اتوب الي الله و الي الرسول".میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں........تو گویا یہ اللہ سے حصولِ مقصود کا ایک ادب ہے. کہ اللہ کے نبی(ص) کے وسیلہ سے اسے پکارا جائے.وہاں فریاد سنائی جائے.....

اشتباء...یہ آیات تو ایک خاص پسِ منظر میں نازل ہوئیں.اور منافقین سے متعلق ہیں کہ وہ حضور(ص) کی بارگاہ میں بنفسِ نفیس حاضر ہوں اور دعا کروائیں.جو کہ آج ممکن نہیں ہے.لہٰذا یہ حکم آج ہمارے لیئے نہیں ہے.......الجواب......ایسے سوال قائم کرنے والے کو اسی سے متصل دوسری آیت کو تلاوت کرنا چاھیئے...((آیت 65))..سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ(ص) کو حاکم نہ مانیں.پھر جو فیصلے آپ(ص) انمیں کر دیں.ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کیساتھ قبول کریں((ترجمہ علامہ جونا گڑھی))...... شانِ نزول...صحیح البخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورہ نساء حدیث 4585.((مختصراً))..حضرت زبیر کا ایک انصاری صحابی سے مقامِ حرہ کی ایک نالی کے متعلق جھگڑا ہو گیا..نبی(ص) نے دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا.اور فیصلہ انصاری کو ناگوار گزرا.اور رسول اللہ(ص) کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا..حضرت زبیر فرماتے ہیں میرا خیال ہے یہ آیات اسی سلسلے میں نازل ہوئیں.((ترجمہ ابوداؤدراز))..تو اب اس شانِ نزول اور الفاظِ آیت کو دیکھا جائے تو یہ آیت تو ایک خاص پسِ منظر رکھتی ہے..اور آج ہم اپنے فیصلے حضور(ص) کی بارگاہ میں بنفسِ نفیس حاضر ہو کر نہیں کرا سکتے..تو کیا اس آیت کا حکم ہمارے لیئے ہے یا نہیں....اسکا جواب ہر تفسیرِ قرآن سے یہی ملیگا کہ یہ حکم خاص پسِ منظر کے باوجود قیامت تک کے مسلمین و مومنین کیلیئے ہے..اور فیصلہ کرانے کیلیئے حضور(ص) کی بارگاہ میں حاضری کا مطلب

ان کے فرامین سے رجوع ہے..اور انکے فرامین پر فیصلہ کا مطلب حضور(ص) کا فیصلہ فرمانا ہے....بالکل اسی طرح آیت 64 کو شانِ نزول اس ذمانے سے مقید نہیں کرتا...اور اسی آیت کا پہلا جملہ ہے.."ہم نے ہررسول کو اسلیئے بھیجا تا کہ حکمِ خدا سے اسکی پیروی کیجائے"..اور یہ آیت کا حصہ بالاتفاق اس زمانے سے مقید نہیں ہے.بلکہ یہ حکم عام ہے....اس سلسلے میں حوالہ پیشِ خدمت ہے.....الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی جلد اول. باب عموم لفظ کا اعتبار ہے یا مخصوص سبب کا ..صفحہ 87..88... متعدد آیات ایسی ملتی ہیں.جنکا نزول خاص اسباب میں ہوا.مگر علماء نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے.کہ انکے احکام غیر اسباب کی طرف بھی متعدی ہوتے ہیں.مثلاً "ظہار" کی آیت((سورہ مجادلہ آیت 2)) سلمہ بن صخر کے بارے میں نازل ہوئی..آیتِ " لعان"((سورہ نور آیت 6 سے 10)) بلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی..اور "حدِ قذف"((سورہ نور آیت 11 سے 18)) کا شانِ نزول بی بی عائشہ پر تہمت لگانے والوں سے متعلق ہے.مگر بعد میں یہ احکامات اوروں کیطرف بھی متعدی ہو گئے.عموم لفظ کو معتبر ماننے کی دلیل صحابہ وغیرہ کے مختلف واقعات میں ان آیات کے عموم سے حجت لانا ہے.جو انکے مابین مشہور و معروف خاص اسباب کے تحت نازل ہوئی تھیں.محمد بن کعب کہتے ہیں.کبھی ایک آیت کسی خاص شخص کے بارے میں نازل ہوئی.پھر بعد میں وہ عام ہو گئی.((مختصراً))......لہذا شانِ نزول کی دلیل سے اس آیت کو مقید نہیں کیا جا سکتا...اور باقی رہا نبی(ص) کی بارگاہ میں حاضر ہونا توحاضری جسمانی و روحانی دو طرح کی ہوتی ہے.جیسے بغیر حس و حرکت صرف فکری التفات ہمیں اللہ کی بارگاہ میں حاضر کر دیتا ہے..یا جیسے ہم ہر نماز میں جو کہ تمام عبادات سے افضل اور حضور(ص) کی تعلیم کردہ ہے..اسمیں پڑھتے ہیں... "السلام علیک ایھا النبی" اے نبی(ص) آپ(ص) پر سلام ہو...اسی طرح دعا میں حضور(ص) کا اسمِ گرامی ہماری ان کی بارگاہ میں عقیدت و ایمان کی حاضری ہے.

گویا تفاسیرِ آیات سے معلوم ہو گیا کہ چاروں مکاتبِ فکر ان آیات کی تفاسیر میں دعا کیلیئے نبی(ص) کیطرف متوجہ ہونے میں متفق ہیں.صرف مکتبِ اھلحدیث ان احکام کو حضور(ص) کی زندگی تک محدود سمجھتے ہیں...

تفسیرِ قرآن کے اصول...جب تفسیرِ قرآن پر گفتگو ہے.تو ہمیں اسکے اصولوں سے بھی کچھ واقفیت ہونا چاھیئے تا کہ ہم فہمِ قرآن کو آسانی کیساتھ حاصل

کر سکیں..اسکے لیئے یہاں میں صرف ایک کتاب کا حوالہ دونگا.جو اسی موضوع پر لکھی گئی ہے.زیادہ حوالہ جات کیضرورت نہیں کیونکہ اسمیں کسی کو اختلاف نہیں.....اصولِ تفسیر. امام ابنِ تیمیہ.صفحہ16 سے 25 تک. ((مختصراً))..صفحہ16.سلف کے مابین تفسیر کا اختلاف بہت کم ہے اور وہ دو قسم کا ہے..ایک بزرگ نے مطلب ظاہر کرنے کیلیئے الفاظ دوسرے بزرگ سے مختلف استعمال کیئے.مگر دونوں کے الفاظ کا مسمیٰ ایک ہی ہے.. صفحہ20..مثال..صراطِ مستقیم کی تفسیر میں بعض سلف نے فرمایا.کہ وہ قرآن ہے.لیکن بعض بزرگانِ سلف نے فرمایا کہ وہ اسلام ہے.یہ تفاسیر ظاھراً متضاد ہیں لیکن حقیقتاً کوئی اختلاف نہیں.کیونکہ دینِ اسلام اتباعِ قرآن کا ہی دوسرا نام ہے.اسی طرح صراطِ مستقیم کی تفسیر سنت و جماعت.طریقِ عبودیت و اطاعت سے بھی کی گئی ہے.مگر یہ سب الفاظ ایک ہی طرف اشارہ کرتے ہیں.ان مفسرین میں کوئی اختلاف نہیں.ہر ایک نے کسی ایک صفت کو بیان کیا ہے..

صفحہ21..مختلف اقوال میں تطابق..سورہ فاطر آیت 32 میں ہے.پھر ہم نے وارث کیئےوہ لوگ جنکو چن لیا ہم نے اپنے بندوں سے.پھر کوئی ان سے اپنی جانوں کا برا کرتا ہے.اور کوئی بیچ کی راہ پر ہے.کوئی ان میں نیکیوں میں آگے بڑھ گیا...اب ظاہر ہے اس آیت میں واجبات کا ضائع کرنے والا "ظالم لنفسہ" ہے.اسی طرح "مقتصد" کے مفہوم میں واجبات کا پابند اور منہیات سے مجتنب بھی داخل ہے...اب مفسر حسنات و طاعت میں سے کسی ایک نوع کا زکر کر دیتا ہے.مثلاً کہتا ہے.کہ سابق وہ ہے جو اول وقت میں نماز ادا کرے.مقتصد وہ ہے جو اثنائے وقت میں نماز پڑھتا ہے.اور ظالم لنفسہ وہ ہے.جو عصر میں آفتاب کے اصفرار تک تاخیر کرتا ہے.یا مفسر یہ کہتا ہے.کہ سابق. مقتصد اور ظالم کون لوگ ہیں.وہاں صدقہ دینے والے کو محسن. سود خوار کو ظالم.اور بیع و شرائع میں ٹھیک رکنے والے کو عادل قرار دیتا ہے. غرض ان تفاسیر میں کسی ایک قسم کا تذکرہ کیا گیا جو عموم میں داخل ہے.مقصد یہ ہے کہ قاری سمجھ جائے کہ آیت کے مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے..صفحہ22..شانِ نزول..جو شانِ نزول بیان ہوتا ہے.مشرکین یا اھلِ کتاب یا مومنین کے کسی خاص گروہ سے متعلق.تو ان اقوال کا مقصد یہ نہیں ہوتا.کہ ان آیات کے احکام انھی سے مخصوص ہیں.اور دوسرے کا ان سے تعلق نہیں. صفحہ24..سلف امت کی تفسیر میں جو اختلاف ملتا ہے.محض تنوع

ہے.جو کبھی اسماء و صفات کے تنوع کی وجہ سے پیش آتا ہے اور کبھی مسمیٰ کی تمام تفسیر ظاہر نہیں ہوئی اور بعض انواع و اقسام کا تزکرہ ہی کیا ہے اس سے پیش آتا ہے...صفحہ25..سلف کی تفسیر میں ایک اختلاف وہ ہے جو خود لفظ سے پیدا ہوتا ہے.یعنی لفظ کے ایک سے زیادہ معنیٰ ہوتے ہیں.لہٰذا سب معنی مراد ہو سکتے ہیں. اور یا پھر ایسا ہوتا ہے.کہ لفظ کے معنی مقرر ہوتے ہیں. اور وہ عام ہوتا ہے.جبتک اسکی تخصیص کا کوئی موجب موجود نہ ہو...

نتائج...1..ایک آیت کی الگ الگ تفسیر کا مطلب ہو سکتا ہے کہ سب معنی اس میں شامل ہوں...2..کسی مفسر کے کسی ایک معنی کو بیان نہ کرنا اسے حکم سے خارج نہیں کرتا..3..شانِ نزول سے حکم مقید نہیں ہوتا..4..ایک عام حکم میں سب معنی مراد ہو سکتے ہیں.جبتک تخصیص کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو.

سوال..کیا قرآن نے توسل بالنبی(ص) کو قرآن میں مشرکین کا طریقہ اور حرام قرار دیا ہے.کیونکہ اسکے متعلق ایک آیتِ مجیدہ ہے..سورہ زمر آیت 3.. خبردار اللہ کیلیئے ہی خالص عبادت کرنا ہے.اور جن لوگوں نے اسکے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں.کہ ہم انکی عبادت صرف اسلیئے کرتے ہیں.کہ یہ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں.یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں.اسکا فیصلہ اللہ کریگا.جھوٹے اور ناشکروں کو اللہ راہ نہیں دکھاتا.. الجواب..تفسیر ابنِ کثیر علامہ حافظ بن کثیر مع تحقیق حافظ زبیر علی زئی صاحب جلد 4. صفحہ481..دینِ خالص یعنی شہادتِ توحید کے لائق وہی ہے. پھر مشرکوں کا ناپاک عقیدہ بیان کیا.کہ وہ فرستوں کو خدا کا مقرب جانکر انکی خیالی تصویریں بنا کر انکی پوجا پاٹ کرنے لگے.یہ سمجھکر کہ یہ اللہ کے لاڈلے ہیں.ہمیں بھی اللہ کا مقرب بنا دینگے.پھر تو ہماری روزیوں میں ہر چیز میں خوب برکت ہو گی.جاھلیت کے زمانے میں وہ حج کو جاتے اور پکارتے.اے اللہ ہم تیرے حضور حاضر ہوتے ہیں.تیرا کوئی شریک نہیں.مگر ایسے شریک جسکا مالک تو خود ہی ہے.اور جو چیزیں انکے ماتحت ہیں.انکا بھی حقیقی مالک تو خود ہی ہے...یہی شبھہ تمام مشرکین کو رہا.اور اسی کو تمام انبیاء رد کرتے رہے..((آیت))یعنی آپ(ص) سے پہلے جتنے نبی ہم نے بھیجے.سب کی طرف یہی وحی کی.کہ معبود برحق صرف میں ہی ہوں.پس تم سب میری عبادت کرنا............اس آیت اور تفسیر سے

چند باتیں معلوم ہوئیں. کہ اللہ کن پر گرفت فرما رہا ہے..1...وہ اللہ کی خالص عبادت نہیں کرتے تھے. .2..اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو کارساز بنا رکھا تھا..3..مقربین کی خیالی تصاویر و بت بنا رکھے تھے..4..انکو علی الاعلان اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے ..5..انکی عبادت کا خود اقرار کرتے تھے..6..اسی شرک کو ختم کرنے کیلیئے اللہ نے ہر نبی کو بھیجا کہ انھیں بتاو کہ عبادت صرف خدا کی کرو........... انصاف شرط ہے......اس آیت اور تفسیر میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے کہ جس میں اللہ نے توسل بالنبی کی نفی فرمائی ہو..اسمیں تمام تر گرفت انکے شرکیہ افعال و اقوال پر ہے..اور الحمد للہ مسلمان ایسے شرکیہ کلمات و افعال سے بری ہیں....مسلمان نے نہ اللہ کو چھوڑا..نہ نبی(ص) کو اللہ کا شریک قرار

دیا..نہ نبی(ص) کی عبادت کی..نہ ہی نبی(ص) کی تصاویر و بت بنائے..اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص دانستہ ارتکابِ گناہ کرے اور کہے کہ اللہ غفور و رحیم ہے. اس نے توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھول رکھا ہے.تو یہاں اسکے اس جملے پر گرفت نہیں ہوگی بلکہ اس جملہ کو علتِ گناہ قرار دینے پر گرفت ہو گی..مشرکین نے تقربِ انبیاء و ملائکہ کو انھیں معبود بنانے کی علت قرار دیا تو یہاں قربتِ انبیاء و ملائکہ پر کلام نہیں بلکہ انھیں اللہ کا شریک ٹھہرانے کی نفی ہے((یہ بات بہت غور طلب ہے)).... باقی رہا توسل بالنبی(ص) کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرنا ..کتاب التوسل امام ابنِ تیمیہ باب قبولیتِ دعا کا سب سے بڑا سبب.صفحہ 151..ہاں اگر سائل اللہ سے حضور(ص) پر ایمان. ان کی محبت و اطاعت کے ذریعہ سوال کرتا ہے. جو دعا کی قبولیت کا متقاضی ہے.تو یہ درست ہے. بلکہ یہ ان تمام اسباب سے بڑا سبب ہے.جو اجابتِ دعا کا ضامن ہو سکتے ہیں.....مجموع فتاویٰ محدث عبد العزیز بن باز جلد 4 صفحہ 28 ..بندہ اللہ سے اس کے اسماء و صفات کا توسل کرے یا نبی(ص) پر ایمان اور ان سے محبت کا. تو یہ توسل جائز اور باعثِ اجابتِ دعا ہے "اللھم انی اسئلک بمحبتی لنبیک" اے اللہ میں تجھ سے نبی(ص) کی محبت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں..یہ تمام توسل شرعی اور صحیح ہیں.....فتاویٰ اسلامیہ جلد اول کتاب العقائد. کتاب الصلاۃ..((فتاویٰ عبد العزیز بن باز.. محمد صالح العثیمین..عبد الرحمٰن الجبرین ..دارالافتاء سعودی عرب))...صفحہ80...باب اللہ کی بارگاہ میں اولیاء و صالحین کا وسیلہ دینا.. .فتویٰ عبدالرحمٰن الجبرین....."اسکی اقسام ہیں..1..کسی زندہ ولی سے دعا کا

مطالبہ کیا جائے..2..اللہ تعالیٰ سے نبی(ص) کی محبت.آپ(ص) کی اتباع اور اولیاء اللہ سے محبت کا وسیلہ دیکر دعا کیجائے.."..المختصر! یہاں مغالطہ ہوا ہے.کہ عوام نے تفویض و توسل میں فرق نہیں کیا.اسی لیئے اس آیت کو توسل کیخلاف قرار دیا.

صحیح البخاری اور توسل بالنبی(ص)......یہاں اهلسنت والجماعت کے تینوں مکاتبِ فکر کی شرح صحیح بخاری کا حوالہ پیشِ خدمت ہے..جو جدید شروحات ہیں اور اپنے اسلاف کی شروحات کو پیشِ نظر رکھکر لکھی گئی ہیں..دلائل کا زکر کتب میں موجود ہے .یہاں صرف اس بحث کا خلاصہ بطور نتیجہ درج کیا جائیگا...اس سے ہمیں یہ معلوم ہو جائیگا کہ سب سے معتبر کتابِ حدیث میں بھی ایسا مواد موجود ہے.کہ جس کی شرح کے تحت توسل بالنبی(ص) کی بحث کی گئی ہے....یہ شرح صحیح البخاری کتاب الاستقاء باب لوگوں کا قحط کیوقت امام سے استسقاء کا سوال کرنا ..حدیث نمبر 1010 کے تحت موجود ہے...

حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ جب کبھی حضرت عمر (رض) کے زمانے میں قحط پڑتا.تو حضرت عمر (رض) حضرت عباس(رض) کے وسیلہ سے دعا کرتے.کہ فرماتے."اے اللہ پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی(ص) کا وسیلہ لایا کرتے تھے.تو تو پانی برساتا تھا.اب ہم اپنے نبی(ص) کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں.تو تو ہم پر پانی برسا"..حضرت انس نے فرمایا.کہ چنانچہ بارش خوب ہی برسی.........حاشیہ علامہ ابوداؤد راز صاحب... جلد2 صفحہ 160..خیر القرون میں دعا کا یہی طریقہ تھا.کسی زندہ مقرب بارگاہ ایزدی کو آگے بڑھا دیتے تھے.آگے بڑھکر وہ دعا کرتے جاتے.اور لوگ انکی دعا میں آمین کہتے جاتے. حضرت عباس(رض) کے ذریعے اسی طرح توسل کیا گیا.کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے.کہ غیر موجود اور مردوں کو وسیلہ بنانے کی کوئی صورت حضرت عمر کے سامنے نہیں تھی..

انعام الباری دروس بخاری شریف. علامہ مفتی تقی عثمانی صاحب جلد4. صفحہ 214 سے 218 تک((مختصراً))..صفحہ215..جمہور اهلسنت کا کہنا ہے کہ توسل بالذوات جائز ہے...صفحہ216..اهلِ سنت اس معنی میں توسل بالزوات کو جائز کہتے ہیں.اور یہ توسل خود نبی(ص) نےحدیث ((عثمان بن حنیف رض)) میں سکھایا ہے.........نعمة الباری فی شرح البخاری. علامہ

غلام رسول سعیدی صاحب. جلد3.صفحہ137 اور 138...صفحہ137..ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں.حضرت عباس رض کے اس قصہ سے معلوم ہوا کہ اھلِ صلاح. اھلِ خیر اور اھلبیت سے شفاعت طلب کرنا مستحب ہے...صفحہ138..اس حدیث سے اور حافظ ابنِ حجر کی شرح سے معلوم ہوا.کہ اللہ کی بارگاہ میں جس طرح نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرنا مستحب ہے.اسی طرح اللہ کی بارگاہ میں نیک حضرات کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز اور مستحب ہے.حضرت عمر رض نے حضرت عباس رض کے وسیلہ سے اسی لیئے دعا کی تھی.تا کہ مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے.کہ جس طرح حضور(ص) کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے.اسی طرح آپ(ص) کے اقرباء و اھلبیت کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے...... چنانچہ شیخ اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب میں فرماتے ہیں. کہ اس حدیث سے غیرِ نبی کیساتھ بھی توسل جائز نکلا.جبکہ اس کو نبی(ص) کے ساتھ قرابتِ حسیہ یا قرابتِ معنویہ کا تعلق ہو.اور توسل بالنبی(ص) کی ایک یہ صورت بھی نکلی..اور اھلِ فہم نے کہا ہے.کہ اس پر متنبہ کرنے کیلیئے حضرت عمر رض نے حضرت عباس رض سے توسل کیا.نہ کہ اس لیئے کہ پیغمبر(ص) کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا.جبکہ دوسری روایت سے جواز ثابت ہے.اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابی نے نکیر نہیں فرمائی تو اسلیئے اسمیں اجماع کے معنی آ گئے..

تیسیر الباری صحیح البخاری.علامہ وحید الزمان صاحب جلد 2 صفحہ84 اور 85...صفحہ85..اس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا.بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اھلبیت کا توسل کیا کرتے تھے.اور اللہ تعالیٰ پانی برساتا تھا.اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمررض کے نزدیک آنحضرت(ص) کا توسل آپ(ص) کی وفات کے بعد منع تھا.کیونکہ آپ(ص) تو اپنی قبرِ مبارک میں زندہ ہیں.اور آنحضرت(ص) نے ایک صحابی کو خود دعا تعلیم((حضرت عثمان بن حنیف رض والی روایت)) فرمائی.اور اس صحابی نے آنحضرت(ص) کی وفات کے بعد یہ دعا دوسروں کو سکھلائی. اور اگر حضرت عمر رض یا کسی صحابی نے آپ(ص) کی قبرِ مبارک کا توسل نہیں کیا.تو اکابر محدثین و علماء نے یہ کہا ہے.کہ ایک امر کا منقول نہ ہونا اسکے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا.جبکہ اصل وسیلہ کا جواز شرح سے ثابت ہے.......چند دیگر حوالہ جات...فتح الباری شرح صحیح البخاری

امام ابنِ حجر عسقلانی.جلد 4.صفحہ228..اس حدیث کی باب سے مطابقت اسوجہ سے ہوئی.کہ اسکے بعض طریقوں میں یہ الفاظ آئے ہیں.کہ جب حضور(ص) کے زمانے میں قحط پڑتا.تو لوگ آپ(ص) کے وسیلہ سے مینہ کیلیئے دعا مانگتے.تو گویا امام بخاری نے اپنی عادتِ کریمہ کے موافق اشارہ کر دیا.کہ یہ مسئلہ اسکے بعض طریقوں میں ثابت ہے.اس سے معلوم ہوا کہ متقیوں کو شفیع و وسیلہ بنانا جائز ہے.اور اسی طرح اہلبیت سے استسقاء و استشفاع چاھنا جائز ہے..........تحفۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ سعید احمد صاحب پالن پوری جلد 3.صفحہ239..اگر زندہ نیک آدمی کا توسل جائز ہے. جبکہ وہ کسی وقت بھی گمراہ ہو سکتا ہے.چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا.."زندہ آدمی کسی بھی وقت فتنہ کا شکار ہو سکتا ہے..((مجمع الذوائد للھیثمی))."پس جب اس سے توسل جائز ہے.تو جو بالیقین دنیا سے ایمان پر گزر گیا.جیسے حضور(ص) تو انکا توسل بھی یقیناً جائز ہے............الخیر الجاری شرح صحیح بخاری مولانا محمد ادریس کاندھیالوی جلد 2.صفحہ263. حضرت عمر (رض) نے حضرت عباس(رض) سے جو توسل کیا تو اس سے اموات سے توسل کی نفی نہیں ہوتی.اور حضرت عباس(رض) سے جو توسل فرمایا.اسمیں توسل بالذوات و طلبِ دعا دونوں کو جمع کر دیا......نصر الباری شرح صحیح البخاری مولانا محمد عثمان غنی جلد 4.صفحہ220.اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا میں توسل جائز ہے.اگر وسیلہ کو موثرِ حقیقی سمجھے تو حرام و ناجائز ہے.لیکن اگر اسطرح دعا کرے کہ اللہ نبی(ص) کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرما تو بلاشبہ جائز ہے........... صحیفہ سجادیہ(امام زین العابدین علی بن حسین بن علی علیہ السلام کی دعاؤں کا مجموعہ)) مقدمہ مفتی جعفر حسین صفحہ 51.باب زریعہ و توسل....انھیں وسیلہ قرار دینا ایک طرح اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کا اعتراف اور اپنی کوتاھی کا اقرار ہے. اسطرح کہ انسان اپنے کو براہِ راست پیش گاہِ سلطانی میں عرضِ معروض کرنے کا اھل نہ سمجھتے ہوئے ان ہستیوں کو وسیلہ قرار دے رہا ہے.جو وسیلہ بن سکتے ہیں..امام سجاد علیہ السلام کی دعا کے کلمات ہیں.."اے معبود محمد(ص) کی منزلتِ بلند پایہ اور علی(ع) کے مرتبہ روشن درخشاں کے واسطہ سے تجھ سے تقرب کا خواستگار ہوں"..

اتفاق...اللہ سے اپنی حاجت بیان کرنے کیلئے کسی مومن سے رجوع کرنا جائز ہے......اختلاف....جس سے رجوع کیا جائے اسکا زندہ ہونا ضروری ہے....

اشتباء.....جب توسل بالنبی(ص) کا زکر ہوتا ہے.تو بہت سے سوال اس کے عدم جواز پر قائم کیئے جاتے ہیں...انمیں کچھ آیاتِ مجیدہ. کچھ احادیثِ مبارکہ اور کچھ منطقی استدلال کے تحت سوالات قائم ہوتے ہیں..انکا مختصراً خاکہ کچھ یہ ہے

()A)..قرآنی آیات سے سوالات...جب آپ(ص) سے میرے بندے میری بابت سوال کریں.تو کہدو میں تمھارے پاس ہوں.جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے.تو میں دعا کو قبول کرتا ہوں.((سورہ بقرہ.186))..تمھارا پروردگار فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمھاری دعا قبول کرتا ہوں((سورہ غافر آیت 60))... وہ کون ہے کہ جب کوئی مضطر اسے پکارتا ہے.تو وہ سنتا ہے.اور ہر دکھ درد کو دور کرتا ہے((سورہ نمل آیت 62))...وہی تو ہمیشہ رہنے والا ہے.جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں. لہذا تم صدقِ نیت سے عبادت کر کے اس سے دعا مانگو((سورہ غافر آیت 65))..اپنے رب سے عاجزی کیساتھ اور چپکے چپکے دعا مانگو.وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا((سورہ الاعراف آیت 55)).......تو آیاتِ مجیدہ میں انسان کا خدا سے ایک براہ راست تعلق بتایا گیا ہے..اور انسان کو تاکید کی گئی ہے.کہ وہ بس اللہ کو ہی پکارے. اسکی پکار اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں...تو پھر آخر ہمیں دعا میں کسی شخصی توسل کیضرورت کیا ہے..ایسا نظریہ تو صریحاً آیاتِ مجیدہ کیخلاف ہے.کیونکہ اللہ نے کسی ایک مقام پر بھی اسکی تاکید نہیں فرمائی.بلکہ اسکے برعکس براہ راست اسی سے رازو نیاز و حاجات طلب کرنے کا حکم دیا ہے. الجواب....سوال کرنے والا صحیح بخاری کی حدیث1010 کا مطالعہ کر کے نہایت ادب کیساتھ تصوراتی دنیا میں خود کو حضرت عمر (رض) کی بارگاہ

میں پیش کرے.اور ان سے سوال کرے.اے صحابی رسول(ص). اے خلیفة المسلمین.اے محدث(جن سے فرشتے کلام کریں).اے توحید کا پیغام دنیا میں فتوحات کے ذریعے پھیلانے والے.اے قرآن و حدیث کے عالم. جب قحط میں آپکو بارش کی دعا کرنی تھی تو اپنی حاجت اور اللہ کے درمیان حضرت عباس (رض) کو پیش فرمانے کیضرورت کیا تھی..براہِ راست اللہ سے طلبِ دعا قرآن و حدیث سے جب ثابت ہے.تو پھر کس دلیل نے آپکو مجبور کیا ہے.کہ اپنے اور اپنے شہ رگِ حیات سے قریب رب کی بارگاہ میں کسی اور بزرگ مومن کو وسیلہ قرار دیں...پھر جو جواب اس تصوراتی دنیا میں حضرت

عمر(رض) سے حاصل ہو.یا جو جواب علماء عنایت فرمائیں اسی جواب کو توسل بالنبی(ص) کے ضمن میں تحریر کر کے تسلیم کیا جائے..((یاد رہے یہاں موت و حیات کی بحث نہیں ہو رہی بلکہ یہاں مطلقاً اپنے اور اپنے رب کے درمیان کسی شخص کو اپنی حاجتِ برائی کیلیئے بطور وسیلہ پیش کرنے کی گفتگو ہے.چاھے وہ ذاتی ہو یا دعا کی صورت میں))..

()B() حدیث کی روشنی میں سوال..صحیح البخاری کتاب الوصایا ..باب کیا عزیزوں میں عورتیں اور بچے بھی داخل ہیں. حدیث2753. اور صحیح مسلم کتاب الایمان باب اللہ کا فرمان کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں.حدیث 501 سے 507..حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں.کہ جب آیت نازل ہوئی.اپنے قریبیوں کو ڈراؤ.تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا.قریش کے لوگوں یا ایسا ہی کوئی کلمہ تم لوگ اپنی جانوں کو مول لے لو.میں اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا.عبد مناف کے بیٹو میں اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا.عباس عبد المطلب کے بیٹے میں اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا.صفیہ میری پھوپھی میں اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا.فاطمہ(س) جو چاھے مانگ لو مگر میں اللہ کے سامنے کچھ کام نہیں آؤنگا((ترجمہ داؤدراز))............................حدیثِ مبارک ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں نسبتیں کچھ کام نہیں آتیں..بلکہ وہاں تو "ليس للانسان الا ما سعي" کا معاملہ ہے. تو پھر توسل بالنبی(ص) کا کیا مقصد ہے.اللہ تعالیٰ سے اللہ کے نبی(ص) کی قربت کا ہماری دعاؤں کی قبولیت سے کیا تعلق ہے..اللہ کے پاس تو بس ہمارے اعمال ہیں.اور انھی پر سزا و جزا و عطا کا انحصار ہے... الجواب....نہایت ادب کیساتھ حدیثِ بخاری 1010 کے مطالعہ کے بعد خود کو روحانی طور پر حضرت عمر(رض) کی بارگاہ میں پیش فرمائیں.اور سوال کریں..اے امیر المومنین آپکو یقیناً یہ فرمان معلوم ہو گا..کہ نسبتیں کام نہیں آتیں

تو پھر آپ نے اپنی حاجت کے حصول کیلیئے اللہ کے حضور دعا میں یہ کلمات کیوں ارشاد فرمائے..((ہم اپنے نبی(ص) کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں تو بارش برسا))..تو یہاں "عم نبی(ص)" نسبت کے اظہار اور حضرت عباس (رض) کو منتخب کرنے کی وجہ بتائی گئی ہے...اور اوپر صحیحین کی احادیث میں اللہ کے رسول(ص) نے حضرت عباس (رض) کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا..توپھر بارش طلبی کیلیئے حاجت

بر لانے کیلیئے اسی نسبت کو اللہ کی بارگاہ میں کیوں پیش کیا جا رہا ہے...تو جو جواب وہاں سے حاصل ہو یا جو جواب علماء عنایت فرمائیں.اسکو توسل بالنبی(ص) کے ضمن میں قبول کیا جائے....

()C()منطقی استدلال سے سوال....کیا اللہ وسیلہ کے بغیر دعا نہیں سنتا ؟ کیا اللہ وسیلہ دینے کیوجہ سے قبولیت کیلیئے مجبور ہو جاتا ہے ؟ کیا وسیلہ دینا کسی شخص پر توکل کرنا نہیں ہے اور یہ شرکِ خفی قرار نہیں پائے گا ؟ کیا وسیلہ کے بغیر دعا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے؟ کیا وسیلہ فرائض میں داخل ہے کہ اس پر اتنا اصرار کیا جائے؟ اس قسم کے سوالات قائم کر کے وسیلہ کو بے وقعت و ناجائز بنانے کی کوششیں جاری ہیں.......الجواب......نہایت ادب سے صحیح بخاری کی حدیث 1010 کو پڑھکر معنوی تعلق حضرت عمر (رض) سے قائم کیا جائے..اور پوچھا جائے.کہ آخر تمام صحابہ کے سامنے آپ نے یہ عمل انجام دیا اور کسی نے منع بھی نہیں فرمایا جبکہ تمام صحابہ نے براہِ راست دین رسول اللہ(ص) سے حاصل کیا تھا..کیا تمام صحابہ نے ملکر غیر منطقی فعل انجام دیا تھا...یا کیا دینِ اسلام کی تعلیمات غیر منطقی ہیں(معاز اللہ) .لہذا اسکا جو جواب وہاں سے یا علماء سے موصول ہو اسے توسل بالنبی(ص) کے ضمن میں تحریر کر کے تسلیم کیا جائے.............

متنِ حدیث اور وسیلہ.... محدث کا فہم...امام بخاری نے باب قائم کیا...لوگوں کا امام سے استسقاء کیلیئے سوال کرنا......گویا اللہ سے اپنی حاجت پوری کرانے کیلیئے کسی شخصیت سے سوال کرنا جائز قرار پایا..اس سے اللہ وسیلہ کا محتاج و دعا قبول کرنے کیلیئے مجبور ثابت نہیں ہوتا.بلکہ اس سے خدا کے بلند مقام اور مومن کی شان کیساتھ اپنی عاجزی و تواضع کا اظہار مقصود ہوتا ہے........روایت کے الفاظ.... حضرت عمر (رض) اللہ کی بارگاہ میں دعایا کلمات ارشاد فرماتے ہیں..."اے اللہ پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی(ص) کا وسیلہ لایا کرتے تھے"...یہاں ان الفاظ میں دعا کا زکر موجود نہیں.کہ اے اللہ ہم تیرے نبی(ص) سے دعا کرواتے تھے. یا یہ زکر موجود نہیں کہ ہم تیرے نبی(ص) کے پاس حاجت لیکر جاتے تھے.. بلکہ حضور(ص) کی ذاتِ گرامی سے توسل کا زکر موجود ہے......اب یہاں جو تاویلات کیجاتئی ہیں. کہ اس سے مراد دعا کا توسل ہے..اس سے مراد حضور(ص) کی زندگی میں طلبِ دعا کا زکر ہے..اور یہ امر جائز ہے....مسلمان بھی عجیب تعصب کا شکار ہو گئے..جب توسل بالنبی(ص) کے قائلین کہتے ہیں کہ ہم جو اللہ کی بارگاہ

میں نبی(ص) کو وسیلہ قرار دیتے ہیں تو اس سے مقصد حضور(ص) پر ایمان اور انکے فضائل کا اقرار اور ان کا اسمِ گرامی لیکر اس نیکی کو وسیلہ بنانا مقصود ہوتا ہے. کہ جس کے صحیح ہونے پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے...تو قائلین سے کہا جاتا ہے. کہ تم اگر اس ارادے سے دعا کرتے ہو تو پھر ان الفاظ کا استعمال کیوں نہیں کرتے.صرف مختصراً یہ کیوں کہتے ہو کہ اے اللہ نبی(ص) کے وسیلہ سے دعا قبول فرما..لہذا تمھارا یہ تمام الفاظ تشریح کیساتھ پیش نہ کرنا اور صرف حضور(ص) کا اسمِ گرامی اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کا عمل بدعت. گمراھی و کفر و شرک وغیرہ ہے....کیا یہ تضاد نہیں..کہ زبردستی ہمارے الفاظ کی تشریح اور معنی کا تعین خود ساختہ کیا جاتا ہے کہ جس کا قائل ارادہ نہیں کرتا..اور دوسری طرف صحیح بخاری میں حضرت عمر(رض) کے تشریحاً الفاظ نہ ہونے کے باوجود ..صرف حضور(ص) کے اسمِ گرامی کا زکر کرنے کو.. تاویلات کے ذریعہ من پسند مطلب دیا جاتا ہے.جس کا کوئی شاھد روایت میں موجود نہیں.اور پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تو دعا و شفاعت کا تذکرہ ہے......اور ہماری دعاؤں میں ہمارا توسل کے معنی و مفہوم کی وضاحت کرنے کے باوجود بدگمانی کی بنا پر زبردستی ہمارے وسیلے کا خود ساختہ معنی متعین کر کے فتوے لگائے جاتے ہیں....گویا سارا مقدمہ تاویلات کی بنیادوں پر ہے... پھر حضرت عمر(رض) کے الفاظ ہیں...."اے اللہ اب ہم نبی(ص) کے چچا کا وسیلہ بناتے ہیں".......یہاں بھی شخصی وسیلہ کا زکر ہے..اور اسکے فوراً بعد کے جملے ہیں...""چنانچہ خوب بارش ہوئی" گویا اس روایت میں حضرت عباس(رض) کی کسی دعا کا زکر موجود نہیں..بلکہ حضرت عمر(رض) کا انکے وسیلہ سے دعا کرنے کا اور پھر اجابتِ دعا کا زکر ہے........الاستعیاب ابنِ البر زکرِ عباس بن عبد المطلب صفحہ 815..اور اس واقعہ کے بعد ابوعمر نے کہا.."هذا والله الوسيله الي الله"..اگر اس قول کو آیت سورہ مائدہ. "وابتغوا اليه الوسيله" کے تحت لکھ دیا جائے.تومطلب بالکل عیاں ہو جائے...کہ اللہ کی قربت کے وسائل میں مومن کا وسیلہ بھی شامل ہے...اس دعا میں حضرت عمر(رض) نے حضرت عباس(رض) کو منتخب کرنے کی وجہ ان کی حضور(ص) سے قرابت کو قرار دیا...."عمِ نبی(ص)" یعنی نبی(ص)کے چچا.....حیرت ہے کہ اللہ کے نبی(ص) سے غیرِ معصوم کی قرابت اور وہ قرابت جو اختیاری بھی نہیں.اس قرابت کا تو یہ مقام ہو کہ صحابہ اسے اللہ کی بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کریں اور اللہ بھی اس دعا کو پسند کر کے

فوراً قبول فرمائے..لیکن اگر اسی معصوم نبی(ص) کا وسیلہ اللہ کو دیا جائے.تو اللہ غضبناک ہو جائے.. تعجب ہے کہ نبی(ص) کی وفات کے بعد انکی قرابت تو اللہ کی بارگاہ میں مقام رکھے لیکن اس نبی(ص) کی ذات کا وفات کیوجہ سے اتنا بھی مقام نہ رہے کہ بطور وسیلہ انھیں پیش کیا جا سکے......لہذا یہاں حیات و بعد وفات کی بحث بالکل فضول ہے..صرف گفتگو کو الجھانے کیلیئے ہے....حضرت عمر(رض) دعا اللہ سے کر رہے ہیں جسے موت نہیں.....وسیلہ قرابتِ نبی(ص) کو بنا رہے ہیں جس تعلق کو موت نہیں...لہذا جس نبی(ص) کی قرابت کے مقام کو اللہ کے ہاں موت نہیں ..تو اس نبی(ص) کے مقام کو بھی موت نہیں...زندگی موت کی بحث تب کیجائے.جب ہماری دعا کا مخاطب حضور(ص) ہوں..لیکن جب مخاطب اللہ ہے تو پھر زندگی موت کی بحث بے معنی ہے.....

اشتباء.....اگر نبی(ص) سے وفات کے بعد توسل جائز تھا تو پھر حضرت عمر (رض) نے ان کو وسیلہ قرار کیوں نہ دیا ؟..الجواب....1.....حضرت عمر (رض) نبی(ص) کے وسیلہ کے قائل تھے.اسکا اظہارانھوں نے روایت میں موجود دعا میں فرمایا ...((ہم تیرے نبی(ص) کا وسیلہ لاتے تھے)).......2...اور اس روایت میں تو حضرت عمر (رض) نے اسمائے اعظم کا وسیلہ بھی اپنی دعا میں نہیں دیا...تو کیا اسمِ اعظم کا وسیلہ بھی حضرت عمر (رض) کے نزدیک جائز نہیں تھا((جبکہ اسکا قرآن و حدیث میں زکر موجود ہے اور امتِ مسلمہ کا اجماع ہے))..حضرت عمر (رض) نے تو نمازِ استسقاء بھی نہیں پڑھی تو کیا حضرت عمر (رض) کے نزدیک نمازِ استسقاء بھی ثابت نہیں تھی.((جبکہ اس نماز کا زکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی کتاب الاستسقاء میں موجود ہے))....حضرت عمر(رض) نے تو حضرت علی علیہ السلام کا بھی وسیلہ اختیار نہیں کیا.جو کہ حضور(ص) کے پیدائش سے تربیت یافتہ یعنی اولاد کی مانند اور پھر محسن چچا کے بیٹے. اور کرم اللہ وجھہ الکریم یعنی جنکی پیشانی ایک لمحہ بھی کبھی بت کے سامنے نہیں جھکی..اور رسول اللہ(ص) کی سردارِ بہشت بیٹی کے شوہرِ نامدار تھے.جنکے بارے میں حضور(ص) "علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں" فرما چکے تھے((صحیح بخاری حدیث 4251))......تو کیا پھر حضرت عمر معازاللہ علی(ع) کی قربت و مقام کے منکر تھے..ہر گز نہیں. پس معلوم ہوا کہ دعا میں کسی ایک توسل کو اختیار کرنے سے باقی وسیلے ممنوع یا

انکا انکار ثابت نہیں ہوتا....امام بخاری نے باب باندھا.."امام سے سوال کرنا". جبکہ حضرت عمر (رض) اسوقت خلیفہ تھے.حضرت عباس (رض) ان کے امام نہیں تھے.لیکن جو نسبت حضرت عباس (رض) کو حضور(ص) سے تھی.اس بنا پر حضرت عمر (رض) نے انھیں امام کا رتبہ دیا..اور اس قرابت کا احترام حقیقت میں رسول اللہ(ص) کی تعظیم تھی..اظہار مقصود ہو سکتا ہے((جیسا کہ اوپر حوالہ جات میں لکھا گیا)) کہ جس نبی(ص) کی قربت کا اللہ کے نزدیک یہ مقام و مرتبہ ہے.اس نبی(ص) کی شان کا عالم کیا ہو گا...............

دوسری حدیث....صحیح البخاری کتاب الاستسقاء باب لوگوں کا امام سے استسقاء کا سوال کرنا. حدیث1008...حضرت عبداللہ بن عمر(رض) کو ابو طالب علیہ السلام کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا...."" گورا رنگ ان(حضورص) کا ان کے منہ کے واسطہ سے بارش کی دعا کیجاتی ہے.یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کا سہارا""..((ترجمہ ابوداؤدراز))..............حدیث 1009..حضرت سالم فرماتے ہیں.میرے والد کہا کرتے تھے.کہ اکثر مجھے شاعر(ابوطالب علیہ السلام) کا ایک شعر یاد آجاتا ہے.میں نبی(ص) کے منہ کو دیکھ رہا تھا.کہ آپ دعائے استسقاء فرما رہے تھے.اور ابھی اترے بھی نہیں تھے.کہ تمام نالے

لبریز ہو گیئے.((پھر وہی شعر پڑھا))........چند متعلقہ باتیں....

1..فہمِ محدثین....فتح الباری شرح صحیح البخاری امام ابنِ حجر عسقلانی جلد 4 صفحہ228..س حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگ حضور(ص) کے وسیلہ سے دعا مانگا کرتے تھے.تو جب آپ(ص) کے وسیلہ سے مینہ کی دعا مانگنی جائز ہوئی.تو آپ(ص) کو مینہ کیلیئے آگے کرنا بطریقِ اولیٰ ہو گا...2..تحفة القاری شرح صحیح البخاری جلد3.صفحہ377..بخاری کے شارح امام قسطلانی فرماتے ہیں.کہ اسکی حدیث کی باب سے یہ نسبت ہے.کہ جب لوگ آپ(ص) کے واسطے سے دعا کرتے تھے.تو اللہ ان کو بارش عطا کرتا تھا.تو آپ(ص) سے بارش طلبی کی دعا کا تقاضا بھی کرنا چاھیئے.....3..خیر الجاری شرح صحیح البخاری جلد2 صفحہ262..یہ(حضور(ص) ایسے ہیں کہ ان کے چہرے کے توسل سے بارش طلب کیجاتی ہے.اس کی باب سے مناسبت ہے کہ خود ان سے دعا کی درخواست کرنا تو بطریقِ اولٰی مستحسن ہے......

2....اشعار....انعام الباری دروس صحیح بخاری جلد4 صفحہ211.. جنگِ بدر میں حضرت ابو عبیدہ(رض) نے فرمایا. یا رسول اللہ(ص) گواہ رہیئے کہ یہ شعر تو ابو طالب علیہ السلام کا ہے.لیکن پورا میں کر رہا ہوں......

نصر الباری شرح صحیح البخاری جلد4 صفحہ219.. بہیقی نے دلائل النبوہ میں بیان کیا..کہ رسول اللہ(ص) نے فرمایا.مجھے ابو طالب(علیہ السلام) کا شعر یاد آرہا ہے.کون ہے جو اسے یاد کرے.تو علی(علیہ السلام) نے فرمایا کہ شاھد یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) کی مراد یہ شعر ہے..((پھر شعر پڑھا)).......

گویا معلوم ہو گیا کہ ابو طالب علیہ السلام کا یہ شعر معروف تھا..اور دین کے تقاضوں کے عین مطابق تھا..اسی لیئے اصحاب اسے یاد کر کے محظوظ ہوتے.اور خود رسول اللہ(ص) نے علی(علیہ السلام) کی زبان سے یہ شعر سنکر اسکی تائیدِ مزید اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا.......

3..واقعہ.....تمام شروحات و کتبِ تاریخ میں اس شعر سے متعلق تین اقوال درج ہیں...1..حضرت عبد المطلب(علیہ السلام) نے حضور(ص) کو گود میں لیکر بارش کی دعا فرمائی.یہ شعر اس واقعہ سے متعلق ہے(تحفۃالقادی) ....2...حضرت ابو طالب (علیہ السلام) نے نبی(ص) کے بچپن میں انھیں ساتھ لیکر دعا کی اور بارش ہو گئی(نصر الباری بحوالہ قسطلانی و تاریخ ابنِ عساکر) ...3..ابو طالب علیہ السلام نے مستقبل کے حالات کی پیشن گوئی

فرمائی........شعر کا متن اور وسیلہ........اس شعر میں حضور(ص) کے چہرہ اقدس یعنی حضور(ص) کے وسیلہ کا بیان موجود ہے...اور اس شعر کی تاریخ سے بھی معلوم ہو گیا.کہ اس شعر میں حضور(ص) کی دعا کا زکر نہیں بلکہ ان کے وجودِ مبارک کا زکرِ خیر ہے..شارحین نے فہمِ امام بخاری بھی بتا دیا کہ حضور(ص) کی ذات کا وسیلہ لوگ دیا کرتے ہیں اور انکی دعا قبول ہوتی تھی.. اور اصحاب و علی علیہ السلام و رسول اللہ (ص) کا اس شعر کی تصدیق فرمانا اسے پسند کرنا اسکا دوھرانا دلیل ہے.کہ ایسا کلام و نظریہ شرک نہیں بلکہ عین توحید اور شانِ رسالت(ص) کے بیان میں نعتیہ کلام ہے...

وجودِ مبارکِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اور قرآن.......... بیشک جس چہرہ مبارک کا زکر حضرت ابو طالب علیہ السلام نے

فرمایا..اسکا زکر اللہ تعالیٰ نے بھی کچھ یوں فرمایا....سورہ بقرہ آیت144..ہم آپ(ص) کے چہرے کو بار بار آسمان کیطرف اٹھتا دیکھتے ہیں.اب ہم آپ(ص) کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کرینگے.جس سے آپ(ص) خوش ہو جائیں........

سورہ حجر آیت72.. آپ(ص) کی عمر کی قسم..........حاشیہ4.. اللہ نبی(ص) سے خطاب کر کے ان کی زندگی کی قسم کھا رہا ہے. جس سے آپ(ص) کا شرف و فضل واضح ہے.((صلاح الدین یوسف صاحب......

سورہ بلد آیت1..2..میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور آپ(ص) اس شہر میں مقیم ہیں...حاشیہ2..اس سے مراد مکہ ہے.نبی(ص) کا قیام وہیں تھا.یہ آپ(ص) کا مولد بھی تھا.یعنی اللہ نے آپ(ص) کے مولد و مسکن کی قسم کھائی.جس سے اسکی عظمت کی مزید وضاحت ہوتی ہے...((صلاح الدین یوسف صاحب))

سورہ انفال آیت33..اور اللہ ایسا نہ کریگا.کہ ان میں آپ(ص) کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے.اور اللہ ان کو عذاب نہ دیگا.اس حالت میں کہ وہ استغفار کرتے ہوں.....حاشیہ1...یعنی پیغمبر کی موجودگی میں قوم پر عذاب نہیں آتا.اس لحاظ سے آپ(ص) کا وجودِ گرامی بھی ان کے حفظ و امان کا سبب ہے.((صلاح الدین یو سف صاحب))........((اے اللہ جس طرح نبی(ص) کے وجود کی برکت سے تو نے قوم کو عذاب سے نجات دی.اسی نبی(ص) کے وجود کی برکت سے ہمیں اخروی عذاب سے نجات دے..اسی وجود کی برکت سے ہمارے علم و عمل و زندگی میں برکت دے))......سورہ الانبیاء آیت107..ہم نے آپ(ص) کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا.............((اے اللہ اسی رحمت کے صدقہ میں ہم پر رحم فرما...اللہ تعالیٰ کو اسکی رحمت کا وسیلہ دینا بالاجماع جائز ہے.اور اسی رحمت کا مظہر حضور(ص) ہیں.تو ان کا وسیلہ بھی جائز قرار پایا))..

وجودِ مبارکِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اور صحیح البخاری....

کتاب الوضو.حدیث170..مینے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضرت انس یا انکے گھر والوں کے عطا کردہ رسول اللہ(ص) کے کچھ بال ہیں.عبیدہ رض

نے کہا.اگر میرے پاس ان بالوں میں سے کوئی ایک بال بھی ہو.تو وہ میرے لیئے ساری دنیا اور اسکی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے.........حدیث171..

حضرت انس (رض) فرماتے ہیں.کہ رسول اللہ(ص) نے جب سر کے بال منڈوائے.تو سب سے پہلے ابو طلحہ نے حضور(ص) کے بال لیئے تھے.....شرح ابوداؤدراز...پھر احادیث سے یہ بھی ثابت ہے.کہ آپ(ص) نے اپنے بالوں کو تبرک کیلیئے لوگوں میں تقسیم فرمایا............کتاب اللباس. حدیث 5895.. حضرت اِم سلمہ رض کے پاس پانی کا ایک پیالہ بھیجا.اسمیں نبی(ص) کے بالوں سے کچھ بال تھے.جب کسی کو نظر لگ جاتی.اور یا کوئی اور بیماری ہوتی.تو وہ اپنا پانی کا برتن بی بی اِم سلمہ رض کے ہاس بھیجتا.(وہ اسمیں بال ڈبو دیتیں...... شرح ابوداؤدراز صفحہ 388.. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر فی الواقع موئے مبارک ہوں.تو ان سے برکت لینا جائز ہے..

کتاب الجنائز..حدیث1392..حضرت عمر(رض) نے ((روضہ مبارک میں اپنی تدفین کے متعلق)) فرمایا.اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ مجھے اور کوئی چیز عزیز نہیں.......شرح ابوداؤدراز صاحب...ابنِ حجر فرماتے ہیں.آپ کے اس واقعہ میں یہ پہلو بھی ہے.کہ صالحین بندوں کے پڑوس میں دفن ہونے کی حرص کرنا درست ہے.اس طمع میں کہ ان صالحین بندوں پر رحمت کا نزول ہو گا تو اسمیں انکو بھی شرکت کا موقع ملیگا.........

کتاب الاشربہ..باب. نبی(ص) کے پیالے اور آپ(ص) کے برتم میں پینا..عبداللہ بن سلام نے کہا.میں تمھیں اس پیالہ میں پلاؤنگا جسمیں نبی(ص) نے پیا تھا...شرح ابوداؤدراز صاحب....ابنِ حجر فرماتے ہیں.باب سے مراد یہ ہے.کہ تبرک کیلیئے حضور(ص) کے پیالے میں پانی پینا...... حدیث5637..سقیفہ بنی سعدہ میں حضور(ص) نے ایک پیالے میں پانی پیا.حضرت سہل ہمارے لیئے وہی پیالہ نکال کر لائے.اور ہم نے اس میں پانی پیا.راوی نے کہا پھر بعد میں عمر بن عبد العزیز نے ان سے یہ پیالہ مانگ لیا...............

تنبیہ....شکر ہے آج کا کوئی بزعمِ خود مواحد اس زمانے میں نہیں تھا..ورنہ وہ توحید کی آیات تلاوت کرتا...توکل کی آیات پڑھتا...عبادت کی آیات پڑھتا...سابقہ ادیان کے شرک میں مبتلا ہونے کی وجوہات کی آیات پڑھتا...مشرکین کی بتوں کے بارے میں تاویلات کی آیات پڑھتا..اور ایک فتویٰ دیتا کہ یہ سب شرک ہے. لیکن ظاہر ہے کہ ان تمام اصحاب کے ایمان

و عمل پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا تھا..بلکہ خود اسکی اللہ کے بارگاہ میں سخت گرفت ہوتی.........

نکتہ......ان آثارِ صحابہ اور حضور(ص) کی سنتِ فعلی و سنتِ تقریری سے یہ سب امور جائز قرار پائے...آخر کیا برکت تھی نبی(ص) کے بالوں میں..ان کے پانی پینے والے پیالے میں...اور حضور(ص) کے مقامِ دفن میں..........ان تمام بے جان چیزوں میں تاثیر کی بنیاد کیا تھی؟ اور حضور(ص) سے جدا ہو جانے کے بعد بھی ان میں تاثیر کی بنیاد کیا تھی؟ ..کیا ان تمام اشیاء کا تعلق نبی(ص) کی ذات سے تھا یا نبی(ص) کی دعا سے تھا ؟.کیا قرآن میں ان تمام امور پر دلائل موجود ہیں یا قرآن خاموش ہے ؟...ان تمام سوالوں کے جوابات میں بہت سے سوالات ہیں جن کے جوابات خودبخود مل جائینگے.........

نابالغ فکر.......پیالہ...بال...ان تمام کا تعلق نبی(ص) سے عارضی اور بے اختیاری تھا...مگر وجودِ مبارکِ حضرت محمد (ص) کی نسبت نے ان میں اتنی تاثیر پیدا کر دی...کہ اصحاب نے ان اشیاء کو اپنے لیئے باعثِ برکت و شفاء سمجھا...ان اشیاء کو دنیا و مافیھا سے عظیم سمجھا..اور ان کی توحید میں فرق نہیں آیا.....حضرت عمرِ فاروق(رض) یقیناً ان آیات سے واقف تھے... انسان کیلیئے بس وہی ہے جس کی وہ سعی کرے......جس نے ذرہ برابر نیکی کی اسکو اسکی جزا ملیگی.اور جس نے ذرا برابر برائی کی اسکو اسکی سزا ملیگی.....مگر ان آیات کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی جانتے تھے.کہ اس وجودِ مبارک کا اللہ کے نزدیک مقام کیا ہے..اس وجودِ مبارک کی برکتیں کتنی بے پناہ ہیں.. لہٰذا آج کا مسلمان بھی اللہ کو وحدہ لا شریک جانتا ہے..اسے ہی روزی دینے والا ..شفا دینے والا ..اولاد دینے والا سمجھتا ہے....اگر نبی(ص) کے زمانے میں ہوتا تو ان بابرکت و باکرامت تبرکات سے استفادہ کرتا....لیکن اسوقت اس کا وہاں نہ ہونا اسکی خطا نہیں..اسی لیئے یہ اپنے رب کو اسی وجودِ مبارک(ص) کا وسیلہ دیتا ہے..اے اللہ تو نے نبی(ص) سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو بابرکت بنا دیا..میں بھی تیرے نبی(ص) سے محبت و ایمان کی نسبت رکھتا ہوں.مجھے بھی برکت نصیب فرما....اے اللہ اصحاب کو جسطرح نبی(ص) سے نسبت رکھنے والی اشیاء کے ذریعے شفا دی..مجھے بھی اس وجودِ مبارک کے اسمِ گرامی کی بدولت شفا دے........المختصر! نبی(ص) کی وفات کے بعد ان سے متعلقہ اشیاء اگر برکت کا باعث ہیں..تو جس وجود سے نسبت نے انھیں بابرکت بنایا...اس وجود

کا تقرب اللہ کی بارگاہ میں موت سے ختم نہیں ہوا.اگر ختم ہوتا تو ان کی اشیاء سے اصحاب فیضیاب نہ ہوتے..اگر موت کے بعد ان کا وجود تاثیر نہ رکھتا تو حضرت عمر فاروق(رض) اس جگہ کو بابرکت تسلیم کر کے وہاں دفن ہونے کی حرص نہ کرتے.....جس ہستی کی نسبتیں ہمیں اللہ سے قریب کر دیں..اس ہستی کا اسمِ گرامی یقیناً اللہ کے تقرب کا وسیلہ ہے....عبادت سے عابد کو.عالم سے علم کو.اور روح سے حیات کو جدا نہیں کیا جا سکتا..اسی طرح جب تبرکاتِ نبی(ص) وسیلہ شفاء و نجات ہیں.تو پھر حضور(ص) کے وجود کو وسیلہ ماننے کا انکار نہیں کیا جا سکتا..

توسل بالنبی(ص) اور تعلیمِ نبی(ص).....صاحبِ مصداقِ آیتِ مجیدہ " وہ اپنی خواھشِ نفس سے کلام نہیں کرتے.بلکہ وہ(حضور ص کا کلام) تو وحی ہوتا ہے"(سورہ نجم) نے اس موضوع پر کیا تعلیم فرمائی ہے...اوپر صحیح بخاری کی روایاتِ تبرک سے سنتِ تقریری و سنتِ فعلی معلوم ہو گئی..کہ آپ(ص) اپنی ذات ست متمسک اشیاء کا توسل اختیار کرنے پر منع نہیں فرماتے تھے. اب حدیثِ قولی کیطرف رجوع کرتے ہیں.کہ آپ(ص) کی کیا تعلیم تھی.....

مسند امام احمد امام ابنِ حنبل.باب مسند حضرت عثمان بن حنیف. ترجمہ علامہ محمد ظفر اقبال. حدیث 17372.اور 17373..صفحہ120..

حضرت عثمان بن حنیف(رض) فرماتے ہیں.کہ ایک نابینا آدمی نبی(ص) کی خدمت میں حاضر ہوا.کہنے لگا کہ اللہ سے دعا کیجیئے.کہ وہ مجھے عافیت (بینائی) عطا فرمائے.نبی(ص) نے فرمایا تم چاھو تو میں تمہارے حق میں دعا کروں.اور چاھو تو اسے آخرت کیلیئے مؤخر کر دو.جو تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے.اسنے کہا کہ دعا کر دیجیئے.جس پر نبی(ص) نے اسے حکم دیا. کہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے.اور یہ دعا مانگے.." اے اللہ میں آپ کے نبی(ص) جو کہ نبی الرحمہ ہیں.کے وسیلے سے آپ سے سوال کرتا ہوں.اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں.اے محمد(ص) میں آپ(ص) کو لیکر اپنے رب کیطرف توجہ کرتا ہوں.اور اپنی یہ ضرورت پیش کرتا ہوں.تا کہ آپ(ص) میری یہ حاجت پوری کریں.اے اللہ میرے حق میں ان(نبی ص) کی سفارش قبول فرما.".اسنے ایسا ہی کیا اور اللہ نے اس کی بینائی لوٹا دی.......

سندِ حدیث پر حکمِ محدثین.....صحاح الاحادیث فیما اتفق اھل الحدیث..علامہ ضیاء المقدسی متوفیٰ643..و ابنِ اخیہ شمس الدین محمد بن عبد الرحیم متوفیٰ 688 ھجری. ترتیب احمد بن عبد اللہ المقدسی متوفیٰ 727ھجری... تحقیق. حمزہ احمد الزین..."ھٰذہ الکتاب لیس فیہ حدیثِ ضعیف"...((یہ سب کتاب کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے..اس میں صرف وہ حدیثیں ہیں جن پر اھل الحدیث علماء نے اتفاق کر لیا کہ وہ صحیح السند ہیں))....جلد 2..حدیث 7465 اور 7466 پر یہی حدیث لکھی گئی ہے....اور اسمیں ایک جملہ ہے..."حضور(ص) نے فرمایا اللہ کو اس دعا کے ذریعہ پکارو".........

دیگر محدثین جنھوں نے اس حدیث پر اعتماد کیا ہے....1..امام ابنِ خزیمہ.. 2..امام حاکم..3..امام الذھبی..4..امام ترمذی..5..امام ابنِ ماجہ..7..امام بہیقی.. 8..امام ابنِ تیمیہ..9..امام البانی..10..شعیب الارناؤط..11..حافظ ذبیر علی زئی. 12..علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر...((ان تمام توثیقات کے حوالہ جات دیکھنے ہوں تو تحقیق و تخریج سنن ابنِ ماجہ و سنن الترمذی..اور کتاب التوسل امام ابنِ تیمیہ اور التوسل امام البانی..اور رسالہ صلاۃ الحاجہ علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر صاحب کا مطالعہ کیا جائے.))......گویا سنداً اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں..

مزید طرق.....کتاب التوسل امام ابنِ تیمیہ صفحہ 237..() A() بہقی نے روایت نقل کی ہے. کہ حضرت عثمان بن حنیف (رض) فرماتے ہیں.کہ میں نے رسول اللہ(ص) سے سنا......(یہاں وہی مسند احمد والی پوری حدیث ہے.اور آخری الفاظ یہ ہیں)..اللہ کی قسم ہم ابھی علیحدہ نہیں ہوئے تھے.اور ہم نے کوئی لمبی گفتگو نہیں کی.کہ وہ (نابینا) شخص ہمارے پاس اس حالت میں آیا.جیسے اسے کبھی آنکھK کی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی...........()B()..کتاب التوسل امام ابنِ تیمیہ صفحہ 246......کتاب توسل کے اقسام و احکام. امام البانی صفحہ 81... ابو بکر بن خثیمہ نے اپنی تاریخ میں حضرت حماد بن سلمہ سے یہی روایت نقل کی. جس کے آخری الفاظ یہی ہیں..."اگر کوئی دوسری حاجت درپیش ہو تو بھی ایسا ہی کرنا"...امام البانی فرماتے ہیں.یہ روایت حماد بن سلمہ کی ہے.اور بیشک وہ ثقہ و رجالِ صحیحین میں سے ہیں.............

ظاہرِ حدیث سے مطلب.... توسل کی اقسام و احکام ..امام البانی صفحہ 75... ظاہراً یہ حدیث حضور(ص) کی ذات سے توسل پر دلالت کرتی ہے..

متنِ حدیث اور توسل بالنبی(ص)......حضور(ص) کی بارگاہ میں ایک شخص اپنی حاجت لیکر آیا...... اپنی حاجت جو اللہ نے پوری کرنی ہے.اور اسنے ہمیں براہِ راست دعا کا حکم بھی دیا ہے..ہم کسی کے پاس وہ حاجت لیکر کیوں جاتے ہیں...صرف اسلیئے کہ ہم اسے مقرب سمجھتے ہیں...تو گویا ہم قربِ

الہیٰ کیلیئے ایک مومنِ کامل کو وسیلہ بناتے ہیں...معلوم ہوا کہ یہ حکم سورہ مائدہ کی آیت.."وابتغوا الیه الوسیله" میں شامل ہے...ہم نے اللہ کے قرب کیلیئے ایک مومن کو وسیلہ بنایا....اب جو لوگ وسیلہ شخصی کا مذاق اڑاتے ہیں اور عجیب و غریب طنز کرتے ہیں انھیں سوچنا چاھیئے کہ انکا یہ اقدام حدیث و اجماعِ امت و مزاجِ شریعت کیخلاف ہے.......2...اس شخص نے نبی(ص) سے دعا کی درخواست کی..اور نبی(ص) نے فرمایا.کہ اچھی طرح وضو کرو نماز پڑھو اور اللہ کو اس دعا کے ذریعہ پکارو..........صحیح السند احادیث سے بہت واقعات ملتے ہیں.کہ اصحاب اپنی حاجات کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کیلیئے نبی(ص) کی بارگاہ میں حاضر ہوتے...کیا وہ اصحاب نبی(ص) کے الفاظِ دعا کیلیئے حاضر ہوتے تھے..اگر ایسا ہے تو یہ تحصیلِ حاصل ہے.کیونکہ الفاظ تو اصحاب کے پاس بھی موجود تھے...گویا وہ الفاظِ دعا کیلیئے نہیں بلکہ اجابتِ دعا کیلیئے حاضر ہوتے ہیں....قبولیتِ دعا جس قرب کی متقاضی ہے وہ اس قرب کو وسیلہ بناتے تھے...اور نبی(ص) کے اس قرب کا نام وجاھت ہے..بندگی ہے..رسالت ہے..اسی لیئے جو الفاظِ نبی(ص) کو دعا کی قبولیت کا باعث سمجھتے ہیں وہ بعد وفاتِ پیغمبر(ص) وسیلہ کے قائل نہیں. اور جو لوگ مقامِ نبی(ص) ..قربتِ نبی(ص) کو دعا کی قبولیت کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ آج بھی توسل بالنبی(ص) کے قائل ہیں..کیونکہ مقامِ نبی(ص) عند اللہ کو موت نہیں....اسی لیئے ہم کلمہ..ازان..اور نماز میں گواھی دیتے ہیں کہ " میں گواھی دیتا ہوں کہ محمد(ص) اللہ کے عبد و رسول ہیں".. تھے نہیں بلکہ ہیں...تو قرب قائم ہے..تو اسی قرب کو اصحاب وسیلہ بناتے تھے.اور اسی قرب کو ہم وسیلہ بناتے ہیں..........جب اس شخص نے نبی(ص) سے دعا کا تقاضا فرمایا تو نبی(ص) نے دعا کرنے کی بجائے اسے دعا کی تعلیم فرمائی.... جبکہ نبی(ص) اگر دعا کر دیتے تو فوراً اس شخص کی حاجت پوری ہو جاتی. لیکن نبی الرحمہ(ص) نے اپنی امت کیلیئے یہ دعا تعلیم فرمائی...اگر نبی(ص) دعا فرما دیتے.تو اس شخص کی انفرادی حاجت پوری

ہو جاتی..لیکن نبی(ص) نے اپنی پوری امت کو اس دعا کا قائم مقام تعلیم فرما دیا...کہ جب انکی خواہش ہو کہ اگر اللہ کے نبی(ص) ہمارے پاس موجود ہوتے تو ہم بھی اصحاب کیطرح ان سے اپنے لیئے دعا کراتے..تو وہ اسطرح دعا مانگا کریں............

3..."اے اللہ میں محمد(ص) جو نبی الرحمہ ہیں کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں"..........یہ الفاظ تعلیمِ پیغمبر(ص) ہیں....گویا یہ الفاظ سنت ہیں بدعت نہیں...عینِ تقاضائے توحید کیمطابق ہیں شرک نہیں...اجابتِ دعا کا ذریعہ و آدبِ

دعا میں داخل ہیں..اللہ کے غضب کا باعث نہیں ہیں..بلکہ اسکے نبی الرحمہ کے وسیلے سے اللہ کی رحمت کے متقاضی ہیں......کیا یہ دعا آج مانگنا ممنوع ہے.........آیئے محدثین سے پوچھتے ہیں جنھوں نے یہ حدیث ہم تک پہنچائی..

یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب کے درج شدہ ابواب میں ہے.....اور حدیث کا باب محدث کا فہم ہوتا ہے........

سنن ابنِ ماجہ باب صلاۃ الحاجہ........

سنن الکبریٰ نسائی کتاب عمل الیوم واللیل......

صحیح ابنِ خزیمہ باب صلاۃ الترغیب والترہیب...

المستدرک علی الصحیحین باب دعا رد البصر....

مشکاۃ المصابیح باب جامع الدعا...

مجمع الزوائد باب صلاۃ الحاجہ.....

گویا تمام محدثین نے اسے دعا اور حاجت کیوقت کا عمل قرار دیا...اور ان دونوں کیلیئے کوئی وقت کی قید نہیں...جب جہاں جسکو جو حاجت ہو وہ اس دعا کے ذریعہ طلب کر سکتا ہے.....اسے نبی(ص) کی زندگی سے مختص کرنے کا حکم الفاظِ روایت اور فہمِ محدثین سے اخذ نہیں ہوتا...کیونکہ ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ نبی(ص) نے کسی کو دعا تعلیم فرمائی ہو اور یہ پابندی لگائی ہو کہ اسے صرف میری موجودگی میں پڑھنا ....اور روایت کے الفاظ دلیل ہیں کہ ہم یہ دعا مانگ سکتے ہیں.......جیسے اوپر امام

ابنِ تیمیہ کی کتاب التوسل سے حوالہ نقل کیا گیا..جو بہیقی کی کتاب سے ماخوذ ہے.. کہ عثمان بن حنیف(رض) فرماتے ہیں کہ نبی(ص) ہمیں یہ بات بتا رہے تھے کہ وہ شخص آیا اور اسکی بینائی واپس آ گئی تھی...گویا معلوم ہوا کہ جب وہ دعا مانگ رہا تھا تو نبی(ص) اسکے پاس موجود نہیں تھے......وہ تو اسوقت عثمان بن حنیف(رض) سے کلام فرما رہے تھے......اور دوسری روایت جو حماد بن سلمہ سے نقل کی گئی.کہ آخری الفاظ ہیں کہ.."جب تمھیں کوئی دوسری حاجت ہو تو ایسا ہی کرنا"...اب وہ حاجت نبی(ص) کی زندگی میں بھی پیش آ سکتی ہے..اور آپ(ص) کی وفات کے بعد بھی پیش آ سکتی ہے......

اشتباہ...... یہ نبی(ص) کی دعا کا وسیلہ تھا..اسی لیئے امام بہیقی نے اسے دلائل النبوہ میں لکھا...اور نبی(ص) کی دعا حضور(ص) کی حیات کی متقاضی ہے.............الجواب.........اگر نبی(ص) براہِ راست دعا فرما دیتے تو حضور(ص) کی دعا کو قبولیت کیلیئے کسی دوسرے شخص کی دعا یا عمل کیضرورت نہیں...اگر ایسا ہو تو نبی(ص) سے دعا کرانے کا مقصد ہی کیا رہ جائے...............حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب اس شخص نے یہ عمل کیا تو اللہ نے اسے بینائی عطا کر دی...گویا بینائی ملنا اسکے عمل کی بنا پر ہے..... اور امام بہیقی نے دلائل النبوہ میں اس لیئے اس روایت کو لکھا..کیونکہ نبی(ص) کی تعلیم کردہ دعا میں یہ تاثیر ہے.کہ اس کیوجہ سے ایسی حاجت پوری ہوئی جو معجزانہ شان رکھتی ہے..نابینا کو آنکھیں مل گئیں....اسلیئے یہ نبی(ص) کا معجزہ قرار پایا.........اور الفاظ میں ہر شخص خدا سے یکساں دعا کرتا ہے..لیکن اجابت قرب کی متقاضی ہے..اور اسی قرب کا وسیلہ وہ شخص لینے آیا تھا....نبی(ص) نے اپنا وسیلہ تعلیم فرمایا کہ اللہ سے میرے وسیلہ سے دعا کرو..یہی اجابتِ دعا کا مؤثر زریعہ ہے...

فہمِ صحابی اور توسل بالنبی(ص)..... کتاب التوسل امام ابنِ تیمیہ صفحہ 248........... توسل کے اقسام و احکام ..امام البانی صفحہ 88.......حضرت عثمان بن حنیف (رض) حضور(ص) کی وفات کے بعد بھی حضور(ص) سے توسل کے قائل تھے....

عملِ تابعی اور توسل بالنبی(ص)..... کتاب التوسل صفحہ امام ابنِ تیمیہ 230 بعض سلف کے آثار میں منقول ہے. جیسے ابنِ ابی الدنیا کی کتاب مجابی الدعا میں لکھا ہے..ابوهاشم نے ہم سے حدیث بیان کی.کہ مینے کثیر بن محمد بن

کثیر بن رفاعہ کو کہتے سنا. کہ آدمی عبدالملک بن سعید بن ابجر((تابعی)) کے پاس آیا.اس کے پیٹ کا معائنہ کیا. اور کہا کہ تجھے ایک ایسی بیماری لاحق ہے.جو دور نہ ہو گی.. اس نے پوچھا کیا بیماری ہے.جواب دیا..دبیلہ...پس عبدالملک((تابعی)) مڑا اور دعا کی.کہ "اے اللہ. اللہ.اللہ میرا رب ہے.اس کے ساتھ میں کسی کو شریک نہیں بناتا..اے اللہ میں تیرے نبی(ص) محمد(ص) نبی الرحمہ کے ذریعہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں..اے محمد(ص) میں آپ(ص) کے وسیلہ سے آپ(ص) کے اور اپنے رب کیطرف متوجہ ہوتا ہوں مجھے جو بیماری لاحق ہے اس سے نجات دلا"...راوی کہتا ہے..کہ پھر اسنے اسکا پیٹ چیک کیا.اور کہا.کہ جو بیماری تھی.تو اس سے نجات پا چکا...................

محدثین و فقہاء قائلینِ توسل بالنبی(ص)...... کتاب التوسل امام ابنِ تیمیہ صفحہ233...بعض سلف اور علماء سے منقول ہے.کہ وہ نبی(ص) کو وسیلہ بنا کر اللہ سے سوال کرتے تھے.....

کتاب التوسل امام ابنِ تیمیہ صفحہ231......توسل کے اقسام و احکام..امام البانی صفحہ42....

...امام احمد بن حنبل صرف نبی(ص) کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا جائز جانتے تھے......

آخری فیصلہ.......دعا میں مشروع توسل...... کتاب التوسل امام ابنِ تیمیہ باب قبولیتِ دعا کا سب سے بڑا سبب.صفحہ 151..ہاں اگر سائل اللہ سے حضور(ص) پر ایمان. ان کی محبت و اطاعت کے ذریعہ سوال کرتا ہے. جو دعا کی قبولیت کا متقاضی ہے.تو یہ درست ہے. بلکہ یہ ان تمام اسباب سے بڑا سبب ہے.جو اجابتِ دعا کا ضامن ہو سکتے ہیں.....مجموع فتاویٰ محدث عبد العزیز بن باز جلد 4 صفحہ 28 ..بندہ اللہ سے اس کے اسماء و صفات کا توسل کرے یا نبی(ص) پر ایمان اور ان سے محبت کا. تو یہ توسل جائز اور باعثِ اجابتِ دعا ہے "اللهم انی اسئلک بمحبتی لنبیک" اے اللہ میں تجھ سے نبی(ص) کی محبت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں..یہ تمام توسل شرعی اور صحیح ہیں.....فتاویٰ اسلامیہ جلد اول کتاب العقائد. کتاب الصلاۃ..((فتاویٰ عبد العزیز بن باز.. محمد صالح العثیمین..عبد الرحمٰن الجبرین ..دارالافتاء سعودی عرب))...صفحہ80...باب اللہ کی بارگاہ میں اولیاء و صالحین کا وسیلہ دینا..

.فتویٰ عبدالرحمٰن الجبرین...."اسکی اقسام ہیں..1..کسی زندہ ولی سے دعا کا مطالبہ کیا جائے..2..اللہ تعالیٰ سے نبی(ص) کی محبت.آپ(ص) کی اتباع اور اولیاء اللہ سے محبت کا وسیلہ دیکر دعا کیجائے."....توسل کے اقسام و احکام ..امام البانی صفحہ 32...اگر کوئی کہے.."اے اللہ میں تیرے نبی(ص) سے محبت کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں..ان پر ایمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں...تو یہ توسل خوبصورت اور مضبوط ہے......

اب دو صحیح السند احادیث ہمارے سامنے ہیں.....ایک صحیح البخاری کی حدیث کہ جس میں حضرت عمر (رض) کی دعا کا زکر ہے..اور حضرت عثمان بن حنیف (رض) والی حدیث جسمیں نبی(ص) کی تعلیم کردہ دعا موجود ہے.........دونوں کے الفاظ کچھ یوں ہیں....

نبی(ص) کی تعلیم کے الفاظ.."اے اللہ میں تیرے نبی(ص) جو نبی الرحمہ ہیں کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں"

حضرت عمر(رض) کی دعا کے الفاظ..."اے اللہ ہم تیرے نبی(ص) کا وسیلہ پیش کرتے تھے".......

بس آج ہم اگر انھی الفاظ کیساتھ دعا کریں تو یہ دعا مشروع و ماثور ہے.. قابلِ ثواب و اجابت ہے........اگر کوئی کہے کہ نہیں اسمیں ذات کا وسیلہ ہے...لیکن حضور(ص) کی دعا میں اور حضرت عمر(رض) کی دعا میں دعائے نبی(ص) کا نظریہ پوشیدہ ہے...تو ہم جواب میں کہتے ہیں..جیسے ان دعاؤں کے باطن میں ایک مطلب پوشیدہ ہے جو ظاہر الفاظ میں نہیں...تو اسی طرح ہمارے الفاظ کا مقصد ہوتا ہے...کہ ہم نبی(ص) کے امتی ہیں..ان سے محبت کرتے ہیں..اور اے اللہ اسی ہمارے ایمان اور محبت جیسے عملِ صالح کے وسیلہ سے ہماری دعا قبول فرما.....اور اوپر اقوالِ علماء لکھے جا چکے..کہ ایسے انداز میں دعا کرنا مستحسن و اجابتِ دعا کا ذریعہ ہے......پھر بھی اگر کوئی ہمارے لفظوں کے معنی نہیں بلکہ ہمارے الفاظ پر گرفت کریگا تو اسے چاھیئے وہ حضور(ص) اور حضرت عمر(رض) کے الفاظ کی بھی تاویلات کیئے بغیر ان پر بھی وہی فتوی لگائے جو ہم پر لگایا ہے.......

والسلام ....الھم صل علي محمد و ال محمد....